اَلْفَضْلُ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر

The ALFAZL QADIAN

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

نمبر ۵۶ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء مطابق ۳ شعبان ۱۳۴۷ھ

جلد ۱۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

۱۲- جنوری ۱۹۲۹ء بعد دوپہر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ لاہور تشریف لے گئے۔ حضورؑ کے ہمراہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد اور مفتی محمد صادق صاحب بھی ہیں۔ غالباً تین چار روز تک وہاں قیام رہیگا۔

۱۰- جنوری ۱۹۲۹ء پونے بارہ بجے والی ٹرین کے ساتھ ایک سپیشل ڈبہ میں قریباً بارہ ریلوے آفیسرز سالانہ انسپکشن کے سلسلہ میں تشریف لائے۔ جن میں ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ۔ چیف انجینیر۔ چیف میکینکل انجینیر۔ ایگزیکٹو انجینیر شامل تھے۔ جناب ناظر صاحب اعلےٰ نے صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی عبدالمغنی صاحب کی معیت میں انہیں خوش آمدید کہا۔ اور اسٹیشن پر ہی پر تکلف دعوت دی۔ یہ لوگ اسی گاڑی کے ساتھ واپس چلے گئے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی منٹگمری۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری ضلع جالندھر۔ سردار احمد صاحب گیانی تحصیل شکر گڑھ اور مولوی محمد حسین صاحب پٹھانکوٹ تبلیغی اغراض کے لئے بھیجے گئے۔

زبان عربی کی توسیع کی کوشش نئے طریق سے

سلطان صلاح الدین کے واقعات تمثیل کے رنگ میں

۱۱- جنوری ۱۹۲۹ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہال میں اخی المکرم احسان سامی حنفی صاحب دمشقی نے طلباء مدرسہ احمدیہ کے ذریعہ اپنا تیار کردہ ڈرامہ "نور الاسلام" عربی زبان میں کامیابی سے دکھایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی شرکت فرمائی۔ اور ڈرامہ کے خاتمہ تک رونق افروز رہے۔ ہال مردوں کے بہت بڑے اجتماع اور بالائی گیلریاں خواتین سے بھری ہوئی تھیں۔ اگرچہ یہ اپنے رنگ کا بالکل پہلا عمل تھا جس کے لئے بہت کچھ تیاری اور سامان کی ضرورت تھی۔ لیکن باوجود اس کے طلباء نے اپنے اپنے پارٹ عمدگی سے پلے کئے۔ خاصکر سلطان صلاح الدین اور رچرڈ کے پارٹ بہت اچھے تھے۔ قریباً سب طلباء کا طرز تکلم اور حرکات عمدہ تھیں۔ کل گیارہ سین دکھائے گئے۔ جو حسب ذیل تھے:

پہلا سین:۔ سلطان صلاح الدین چند فخریہ اشعار پڑھتے ہیں۔

دوسرا سین:۔ سلطان صلاح الدین اپنے وزیر اعظم کے ساتھ صلح کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ اور اسی اثناء میں ان کو شعراء کی آمد کی اطلاع ملتی ہے۔ وزیر اعظم ان کو آنے سے منع کرتے ہیں۔ اور سمجھاتے ہیں۔ کہ بادشاہ کو کہ ہر کام کے لئے علیحدہ وقت مقرر ہونا چاہیئے۔

تیسرا سین۔ سلطان صلاح الدین تمام وزراء کے ساتھ دربار میں ہیں۔ اچانک اطلاع ملتی ہے۔ کہ انگریزوں کی طرف سے ایک پیغام رساں آیا ہے۔ پیغام رساں آکر بادشاہ کو بتاتا ہے۔ کہ رچرڈ "انگریزوں کا بادشاہ" بیمار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر رچرڈ کا میابی ایک رشتہ دار کے ساتھ سلطان سے ایک دن کی زیارت کے لئے اجازت طلب کرتا ہے۔ سلطان ان کو اجازت دے کر ان کے ہمراہ اپنا ایک وزیر روانہ کرتے ہیں۔

چوتھا سین:- وہ لوگ زیارت کر کے سلطان سے ملاقات کرتے ہیں۔

پانچواں سین:- رچرڈ بیمار لیٹا ہے۔ اور اس کا وزیر تیمارداری کرتا ہے۔ اور وہ دونوں مسلمانوں سے صلح کی تجاویز سوچ رہے ہیں۔

چھٹا سین:- ایک لارڈ فوج سے غداری کرنے کے لئے ایک نوکر کے ساتھ تجاویز سوچتا ہے۔ اور اپنی کامیابی کی امید میں چند اشعار پڑھتا ہے۔

ساتواں سین:- سلطان صلاح الدین رچرڈ کے پاس طبیب کا بھیس بدل کر آتے ہیں۔ اور اس کو ایک ایسی دوائی دیتے ہیں جس سے وہ تندرست ہو جاتا ہے۔ اسی اثنا میں رچرڈ کو اطلاع ملتی ہے کہ آسٹریا کے بادشاہ نے اپنا جھنڈا اس کے جھنڈے کے پاس گاڑ دیا ہے۔ وہ غصہ ہو کر موقعہ پر جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن طبیب روک لیتا ہے۔ آخر کار رچرڈ چلا جاتا ہے۔

آٹھواں سین:- آسٹریا کا بادشاہ ایک انگریز افسر سے جھنڈے کے گاڑنے پر جھگڑا کرتا ہے کہ اتنے میں رچرڈ آجاتا ہے۔ اور جھگڑا ہوتا ہے۔ آخر کار فرانس کا بادشاہ آ کر جھگڑا روک دیتا ہے۔ پھر رچرڈ ایک افسر کو جو درحقیقت سکاٹ لینڈ کا ولیعہد ہے۔ جھنڈے کی حفاظت کے لئے مقرر کر کے چلا جاتا ہے۔ اور مذکورہ بالا افسر اپنے زمانہ ماضی کی یاد میں شعر پڑھتا ہے۔ سلطان صلاح الدین اپنے وزیر اعظم کے ساتھ طبیب کے بھیس میں خفیہ طور پر دیکھ رہے ہیں۔

نواں سین:- رچرڈ کو جھنڈا گم ہونے کی اطلاع ملتی ہے وہ غصہ میں آتا ہے۔ اور اس افسر سے جواب طلبی کرتا ہے۔ عذر نہ ہونے پر اس کے قتل کا حکم صادر کرتا ہے۔ پھر سلطان طبیب کے بھیس میں اس کے لئے بطور فیس معافی طلب کرتا ہے۔ اور رچرڈ بڑی لیت و لعل کے بعد معاف کر دیتا ہے۔

دسواں سین:- سلطان صلاح الدین مع وزراء کے دربار میں ہیں۔ کہ انہیں رچرڈ کے صلح کے لئے آنے کی اطلاع ملتی ہے وہ جاتے ہیں۔ اور وزراء کو یورپین لوگوں کے حسن استقبال کے لئے تاکید کر جاتے ہیں۔ پھر دلی عہد گیا نے زمانہ کی یاد میں چند اشعار پڑھتا ہے۔

گیارھواں سین:- فرانس اور آسٹریا کے بادشاہ مع وزراء اور دیگر لشکریوں کے صلح کی انتظار میں ہیں۔ کہ سلطان اور رچرڈ آتے ہیں۔ اور صلح ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایوبی رچرڈ کو گم شدہ جھنڈے کے متعلق اطلاع دیتے ہیں۔ بظاہر جھنڈے بردار لارڈ مذکور انکار کرتا ہے۔ اور پھر وہ بعد مذکور کے ساتھ لڑائی میں مارا جاتا ہے۔

اس کے بعد رچرڈ کو پتہ لگتا ہے۔ کہ میرا معالج طبیب درحقیقت خود سلطان صلاح الدین (محمد بن یوسف) ہی تھا۔ آخر کار سب عیسائی اپنے بادشاہ کے ساتھ سرزمین مقدس چھوڑ کر واپس چلے جاتے ہیں۔

تبلیغی مشن لنڈن کیلئے خواتین کی مالی قربانی

۱۔ خواتین جماعت احمدیہ شہر ملتان نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک تحریک پر لنڈن مشن کے لئے چار عدد انگوٹھی طلائی۔ ایک عدد بالی طلائی اور مبلغ ... نقد چندہ جمع کیا۔ چندہ بیت المال میں داخل کرا دیا گیا ہے۔

خاکسار محمد اکبر۔ پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ملتان

۲۔ حضرت اقدس کی تحریک دربارہ چندہ لنڈن مشن احمدی خواتین عوث گڑھ میں کی گئی۔ اکثر بہنوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ دیا۔ اس وقت تک مبلغ ... روپے نقد اور دس زیور طلائی و نقرئی جمع ہوئے۔ اور ابھی اور چندہ آرہا ہے۔

حکیم عبدالرحمٰن قریشی سکرٹری انجمن احمدیہ غوث گڑھ

۳۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بموجب لنڈن مشن کے چندہ کے لئے جوڑہ کرنانہ کی مختصر احمدی جماعت کی احمدی مستورات میں تحریک کی گئی۔ جس میں ذیل کی اشیاء موصول ہوئیں۔

۱۔ تو ٹیری طلائی ایک عدد (۲) تیلہ طلائی ایک عدد (۳) چوڑی نقرئی ایک عدد۔

خاکسار عبداللہ مدرس

۴۔ گجرات کی احمدی مستورات کا جلسہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۲۸ء بروز بدھ بمکان چودھری احمد الدین صاحب وکیل وامیر جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ عاجزہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تحریک چندہ پڑھکر سنائی۔ جس پر ... چندہ ہوا

عاجزہ لطیفہ بیگم بنت ملک برکت علی صاحب گجرات

۵۔ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حکیم محمد قاسم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لالہ موسیٰ کے مکان پر احمدی خواتین کا جلسہ ہوا۔ حکیم صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا حکم پڑھ کر سنایا جس پر ایک نقرئی و طلائی زیورات کے علاوہ مبلغ نو روپے نقد جمع ہوئے۔

عاجزہ زینب بیگم سکرٹری لجنہ اماء اللہ لالہ موسیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک تحریک کے متعلق یاد دہانی

احباب کرام! جلسہ سالانہ ۱۹۲۸ء کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے تبلیغ احمدیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ دوستوں کو چاہیئے وہ اس شخص کو جو انہیں حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ملا ہے۔ دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔ اور عہد کریں کہ جائیں۔ کہ زیادہ نہیں۔ تو کم از کم ایک احمدی سال میں ضرور بنائیں گے۔ اس کے لئے حضور نے دفتر ڈاک میں نام لکھوانے کے لئے فرمایا تھا۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ احباب نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ نامعلوم اس تحریک کو بھول گئے کہ بہت تھوڑے احباب نے نام لکھائے ہیں۔ اس تحریک کے ذریعہ تمام احباب کو حضور کی اس تحریک کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ امید ہے۔ احباب جلد سے جلد اس تحریک پر عمل کرتے ہوئے اپنے نام بھجوائیں گے۔ خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سکرٹری

انتخاب نمائندگان کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات

اس سے قبل ناظرین نمائندگان کے انتخاب کے متعلق اعلان ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایات برائے انتخاب نمائندگان ناظرین کی آگاہی کے لئے درج کی جاتی ہیں

احمدی جماعتوں کو ایسے لوگوں کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو دراصل میں نمائندہ کہلا سکیں۔ نمائندہ منتخب کرنے میں جماعتیں بہت احتیاط سے کام لیا کریں بعض جماعتیں ایسے اشخاص نمائندے منتخب کر کے بھیج دیتی ہیں۔ جن کی آواز جماعت میں کوئی اثر نہیں رکھتی۔ صرف ایسے شخص کو جو فارغ ہو۔ بھیج دیتی ہیں۔ بسا اوقات ایک جماعت کا امیر تو نہیں آتا۔ اور کسی دوسرے کو بھیج دیتا ہے وہ لوگ نہیں جانتے۔ کہ اس طرح سے نہ صرف جماعت کے مشورہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے جو نظام مقرر کیا ہے۔ اس کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ ایک قوم نے اس طرح ناقدری کی جس کی اسے ایسی سزا ملی۔ کہ پھر وہ اسے ہٹا نہ سکی۔ وہ بنی اسرائیل کی قوم تھی۔ ایسے لوگ نہیں جانتے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ کسی کو اس مجلس میں نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ جو تمام دنیا کے حالات ڈھالنے والی ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا انہیں اتنی بڑی عزت دینا ہے۔ کہ اگر ہفت اقلیم کا بادشاہ بھی ہو۔ تو وہ اس مجلس کی ممبری کو جسے آئندہ دنیا کو ڈھالنا ہے۔ بہت بڑی عزت سمجھے گا۔ پس نمائندہ کے منتخب کرنے میں سستی اور لاپرواہی سے کام لینا نہیں چاہیئے۔

ان نمائندوں پر بہی ذمہ داری کتنی بڑی ہے۔ کہ آئندہ جب خلافت کے انتخاب کا سوال درپیش ہوگا۔ تو مجلس شوریٰ کے ممبروں سے ہی اس کے متعلق رائے لی جائیگی۔ یہ کتنا اہم اور نازک سوال ہے اس لئے با اثر نمائندہ کو منتخب کرنا چاہیئے۔

جب کسی جماعت سے نمائندہ منتخب ہوتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ سکرٹری یا پریذیڈنٹ یا امیر اپنی طرف سے منتخب کرے بلکہ ساری جماعت سے مشورہ کیا جائے۔ اور جو ممبر پیش سکرٹری مشاورت کے پاس بھیجی جائے۔ اس میں یہ لکھا جائے۔ کہ ہماری جماعت نے مل کر مشورہ کر کے فلاں شخص کو نمائندہ منتخب کیا ہے۔ سکرٹری یا پریذیڈنٹ یا امیر اپنی طرف سے جماعت کو پوچھے بغیر نمائندہ مقرر نہیں کر سکتے۔ جماعت سے مشورہ لے کر نمائندہ مقرر کرنا ضروری ہے۔

خاکسار یوسف علی۔ سکرٹری مشاورت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۵۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۹ء | جلد ۱۶

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کا لیکچر

جلسہ کے دوسرے دن جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم نے مندرجہ بالا عنوان پر حسب ذیل لیکچر دیا۔

برادران ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی مجھے کہا گیا ہے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر تقریر کروں۔ مضمون اپنی اہمیت۔ ضرورت اور عظمت کے لحاظ سے بہت وسعت چاہتا ہے۔ اور اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ میرے لئے اس مضمون پر تقریر کرنا نہایت ہی خوشگوار ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یاد ایک رقت اور درد پیدا کئے بغیر نہیں رہتی۔ اس وقت میں جو مجھے دیا گیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے چند واقعات اور مناظر آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کرونگا۔

سیرت مسیح موعود کی اہمیت

قبل اس کے کہ میں آپ کی سیرت کے مناظر پیش کروں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر غور کرنا چاہیے۔ اور اس کی کیا اہمیت ہے؟

صاحبان! انسان کی فطرت ایسی واقعہ ہوئی ہے۔ کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے اس کی نقل کرتا ہے۔ یہ تمدن اور تہذیب کے مناظر جو آپ دنیا میں دیکھتے ہیں اور انسانی ترقیات کا جو نمونہ نظر آتا ہے۔ یہ سب مختلف نقلوں کا مجموعہ ہے۔ مختلف لباس۔ مکانوں کے مختلف نقشے۔ کھانے پینے کی چیزوں کے مختلف نمونے۔ جو ہمارے سامنے ہیں۔ یہ سب اسی فطرت کے مختلف ظہور ہیں۔ جس طرح انسان اپنی جسمانی ضروریات اور سامان آسائش و آرام میں دوسروں کی نقل کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے اخلاق اور روحانی قوتوں کے نشو و نما میں بھی اسی اصول پر عمل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے انسان کی اخلاقی اور روحانی اصلاح کے لئے انبیاءؑ کو دنیا میں بھیجا۔ اور ان کو بطور نمونہ کے بھیجا۔ وہ ایک تعلیم اور ہدایت دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے بتاتے ہیں۔ کہ اس پر یوں عمل کرنا چاہیے۔

انسانی ترقیات کا مکمل نمونہ

جب انسانی قوتیں اپنے پورے کمال پر پہونچ گئیں تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور تمام انسانی ترقیات کا ایک مکمل نمونہ دنیا میں بھیجکر یہ حکم دیا۔ ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہ تمہارے لئے بہترین نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے۔ یہ ارشاد اسی فطرت انسانی کے تقاضے کے پورا کرنیکے لئے تھا۔ جس کی طرف میں نے شروع میں اشارہ کیا۔ کہ انسان میں نقل کرنے کا مادہ رکھا گیا ہے۔ ایک طرف یہ کہا گیا۔ دوسری طرف انسان کی پیدائش کی جو غرض و غایت تھی۔ اسے ملحوظ رکھتے ہوئے یہ حکم دیا گیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی اے محمدؐ لوگوں سے کہدے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو میری اتباع کرو۔ اس ارشاد الٰہی کو جب ہم اس سے ملاتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ تو حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ کہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کا عملی ضابطہ وہی تجویز کریں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز عمل ہے۔

صحابہ کرام کی زندگیاں

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو یہ صداقت نمایاں نظر آ جاتی ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع اور اقتدا کے لئے کامل جوش اپنے سینوں میں رکھتے تھے۔ اور یہ جوش جوش اور جذبہ کی حد تک ہی نہ رہتا تھا بلکہ یہ عملی صورت اختیار کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھوکر لگی تھی۔ وہ جب چلتے چلتے اس مقام پر پہونچتے تھے۔ تو ٹھوکر کھاتے۔ ایک نادان جو محبت کے انتہائی جذبات اور کرشموں سے ناواقف ہے۔ اس کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ڈوبے ہوئے قلب کا یہ ایک بے نظیر مظاہرہ ہے۔ اسی جذبہ نے ان میں یہ کیفیت بھی پیدا کر دی تھی۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔

حضرت عائشہ رضؓ اور سیرت رسول کریمؐ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو نہایت ہی ذہین اور زیرک فطرت لے کر آئی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عارفانہ نگاہ رکھنے والی ام المومنین تھیں ایک مرتبہ ایک قوم آپ کے پاس آئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے کیا لطیف جواب فرمایا۔ کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو۔ مطلب یہ تھا۔ کہ قرآن کریم کی عملی تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں پڑھو۔ یہی جوش اور جذبہ تھا۔ جس نے صحابہ کرام کو ہر قسم کی روحانی اور مادی ترقیات کے کمال تک پہونچا دیا۔

مسیح موعود کی بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانی کا ظہور ہیں۔ اور آپ پر بھی یہی وحی نازل ہوئی ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کی کامل اتباع کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم آپ کی سیرت سے واقف ہوں۔ اور جب تک یہ بات ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتی۔ ہم اس حقیقت کو پا ہی نہیں سکتے جو آپ لے کر آئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا علم ہونا نہایت ضروری اور اہم ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی شخص احمدی کہلا کر اس مقصد عالی تک نہیں پہونچ سکتا۔ جو آپ کی بعثت کا ہے۔ یا جو انسان کی پیدائش کا ہے۔ اس لئے کہ انسانی پیدائش کی غرض اور غایت یہ ہے۔ کہ وہ عبودیت کی حقیقت اپنے اندر پیدا کرے۔ اور اس کے لئے جب تک اس کامل انسان کی کامل اطاعت اور پیروی نہ ہو۔ اور اس کے رنگ میں انسان رنگین نہ ہو جائے۔ وہ کیفیت اور حقیقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مظہر اور بروز ہیں۔ اس لئے آپ کی سیرت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی سیرت کے خط و خال نمایاں ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا علم ہمیں اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے بغیر ہم زندگی کے اصل مقصد کو پا ہی نہیں سکتے۔ جو آپ کی اتباع کے بغیر ممکن نہیں۔ اور کامل اتباع جذبات محبت کے پیدا ہونے سے ہو سکتی ہے۔ اور محبت نتیجہ ہے کسی شخص کے حسن و احسان کی کیفیتوں کے صحیح علم کا۔ اور یہی سیرت کا علم ہے۔

سیرت سے مراد کسی شخص کے خط و خال کا بیان نہیں ہوا کرتا بلکہ سیرت یا کیرکٹر انسان کی زندگی کے عملی ضابطہ کا نام ہے۔ وہ قوتیں اور جذبات جو انسان کے اندر موجود ہیں۔ ان کی عملی تفسیر کا نام سیرت ہے۔ میں اپنے مضمون میں یہی دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کی عملی زندگی کا ضابطہ ہمارے لئے کیا راہنمائی کرتا ہے۔ اور آپ کی زندگی ہر شخص کے لئے مشعل ہدایت ہے جس کو لے کر ہم اس مقصد عالی کو پا سکتے ہیں۔ جو ہماری خلقت کا مقصد اور منشا رہے۔

پس سیرت اور سوانح کے مفہوم کو ہمیشہ جدا سمجھنا چاہیئے۔ اور سوانح کو سیرت سے ہمیشہ الگ رکھنا چاہیئے۔ سوانح کا پرغور مطالعہ سیرت کے حقائق کی طرف لے جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ کا فلسفہ اخلاق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کو واقعات کی روشنی اور آپ کے سوانح حیات کی صورت میں پیش کرنے سے پہلے میں ایک اور امر بھی بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے فلسفہ اخلاق میں کیا امتیاز رکھتے ہیں؟

اخلاقیات پر ہر قوم اور ہر مذہب کے ہادیوں اور معلموں نے بحث کی ہے۔ اسی زمانہ میں جو ہر قسم کے انکشافات کا عہد اور ہر قسم کی ترقیوں کا عصر ہے۔ فلسفہ اخلاق پر بھی بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور نفسیات کے باریک در باریک حصوں پر بحثیں کی گئی ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فلسفہ اخلاق سب میں ممتاز ہے۔ یہ نرا دعویٰ ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے۔ یہ موقعہ نہیں۔ کہ میں اس پر لمبی بحث کروں میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و شمائل پر جو کتاب لکھی ہے۔ اور شائع ہو چکی ہے۔ اس میں اس پر پوری بحث کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے اسلام میں بھی حکماء نے اخلاق پر اس بحث کی ہے۔ چنانچہ امام غزالی نے بہت کچھ اس پر لکھا ہے مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام بہت اونچا ہے۔ پہلے نفسیات اور اخلاق پر بحث کرنے والے طبعی جذبات اور اخلاق میں کوئی مابہ الامتیاز قائم نہیں کر سکے۔ خواہ وہ مشرق کے ہوں۔ یا مغرب کے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فلسفہ اخلاق میں یہ امتیاز نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ طبعی تقاضے اور فطری جذبات ایک جدا شے ہیں۔ وہ کبھی اخلاق نہیں کہلا سکتے۔ جب تک ان میں بالارادہ ترتیب۔ تعدیل اور برمحل استعمال کا ملکہ پیدا نہ ہو۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے حکمائے اخلاق اخلاق سے آگے نہیں جاتے۔ مگر حضرت مسیح موعود اخلاقیات تک ہی انسان کو پہونچا کر نہیں چھوڑ دیتے بلکہ وہ اخلاق کی تکمیل اس طرح پر کرتے ہیں۔ کہ وہی قوتیں جو طبعی حالت میں مجرد جذبات تھے۔ اور پھر تعدیل اور برمحل استعمال سے اخلاق بن گئی ہیں۔ خدا میں ہو کر ان کا استعمال ان کو روحانیت کے مقام پر لے جاتا ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ سے اپنا صحیح رشتہ قائم کر لیتا ہے۔ اور تزکیہ نفس کا وہ مقام اسے حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام کرنے لگتا ہے۔ اس کی دعاؤں میں قبولیت کی ایک روح پیدا ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف اس پر کھلنے لگتے ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فلسفہ اخلاق نہایت ممتاز اور اعلیٰ ہے ؛

واقعات کی روشنی

ان امور کے بیان کرنے کے بعد اب میں آپ کو واقعات کی روشنی میں بتاتا ہوں کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام اخلاق و روحانیت کے کس اعلیٰ مقام پر تھے؟ اور آپ کی سیرۃ کی پاکیزگی اپنے اندر ایک ایسی کشش اور جذبہ رکھتی ہے۔ کہ ہم بے اختیار ہو کر آپ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ کا وجود سراسر جذب ہے ؛

آپ کی سیرت کے بہت سے شعبے ہیں۔ اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر لطیف بحث ہو سکتی ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ از سر تا پا آپ خوبیوں اور کمالات کا مجموعہ ہیں۔ مگر میں صرف چند واقعات بیان کر سکوں گا۔ سب سے پہلے میں آپ کے عفو و درگذر پر بحث کرتا ہوں ؛

عفو اور درگذر

عفو اور درگذر انسان کے کمال کا ایک خاص نشان ہے۔ اس لئے کہ اس کا ظہور اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ انسان غصہ اور غضب کے جذبات کے نیچے دبا ہوا ہوتا ہے۔ ایک طرف حالات ایسے ہوتے ہیں۔ کہ غصہ اور غضب کی قوتیں پورے جوش اور ہیجان میں ہوتی ہیں۔ وہ شخص جس نے کوئی ایسا فعل کیا ہے۔ جس سے ان قوتوں میں اشتعال پیدا ہو۔ سامنے ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر ان قوتوں اور ان جذبات پر حکومت کرنا اور قادر علی النفس ہونا آسان نہیں ہوتا۔ یہ بہت بڑی مردانگی اور بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔ گویا ایسی ہی بات ہے۔ کہ آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں ایک انسان امن اور سکون سے داخل ہوتا ہے۔ اور صحیح و سلامت باہر نکل آتا ہے۔

پھر عفو اور درگذر کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہ جاتی۔ اگر کسی شخص کو اختیار اور قدرت حاصل نہ ہو۔ ایک دشمن ہے اس نے سخت سے سخت ایذا دی ہے۔ یا نقصان پہونچایا ہے۔ مگر ہم کو اس پر کسی قسم کا اختیار اور حکومت حاصل نہیں اور ہم اس کو جائز سزا بھی نہیں دے سکتے۔ ایسی حالت میں اگر ہم یہ دعوے کریں۔ کہ ہم نے معاف کر دیا ہے تو یہ محض ایک بیچارگی کا مظاہرہ ہوگا۔ اور اس کی کچھ بھی قدر و قیمت نہ ہو گی۔ لیکن برخلاف اس کے اگر ہمیں اپنے دشمن پر پوری مقدرت اور اختیار ہو۔ اور اس نے ہم کو سخت سے سخت تکلیف اور گزند پہونچایا ہو۔ اور اب وہ ایک قیدی کی طرح ہمارے سامنے ہو۔ اور اسے ہم معاف کر دیں۔ تو بیشک یہ ایک قابل تعریف فعل ہوگا

رسول کریمؐ کا کمال عفو

جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اپنے کمال عفو و درگذر کا ثبوت فتح مکہ کے دن دیا۔ وہ دشمن جنہوں نے آپ کو اور آپ کے صحابہ کو خطرناک تکلیفیں دی تھیں۔ اور ہر قسم کے دل آزار حملے کئے۔ آپ کو وطن سے نکالا۔ اور آپ کے غلام کو شہید کیا۔ آپ کے سامنے تھے۔ اگر آپ ان کو سخت سے سخت سزا دیتے یہاں تک کہ ان کا قیمہ قیمہ کیا جاتا۔ تب بھی دنیا کی کوئی مہذب سوسائٹی اور حکومت آپ کے اس فعل پر اعتراض کرنے کا حق نہ رکھتی تھی۔ اس لئے کہ آپ کے وہ دشمن اسی کے مستحق تھے۔ مگر آپ نے باوجودیکہ ان کے جرائم نہایت سنگین اور خطرناک تھے۔ اور وہ آپ کے بس میں تھے۔ پسند نہ فرمایا کہ ان سے انتقام لیا جائے۔ نہایت انشراح صدر سے فرمایا۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ جاؤ آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔ عفو اور درگذر کے اس مظاہرہ کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔ اور ہرگز نہیں ملیگی یہ کمال صرف اسی ذات میں ہو سکتا تھا۔ جو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اور پھر رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اس مثال سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ عفو اور درگذر کے ایسے ہی مظاہرے قابل قدر ہو سکتے ہیں۔ اور انہیں میں حیات روحانی کا سرمایہ موجود ہوتا ہے ؛

حضرت مسیح موعودؑ کا عفو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی عفو و درگذر کے ایسے ہی نظارے نظر آتے ہیں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عفو اور درگذر کے واقعات کو تین حصوں میں بیان کروں گا۔ اپنے ذاتی خدام سے کس طرح درگذر فرماتے تھے۔ اپنے ان خدام سے کس طرح معاملہ کرتے۔ جو آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے اور اپنے واقفوں سے کیا سلوک کرتے۔

عفو کا پہلا واقعہ

ذاتی خدام میں سب سے پہلے میں حضرت حافظ حامد علی مرحوم کے ایک واقعہ کو لیتا ہوں۔ انسان اپنے ملازموں اور نیچے کے خادموں پر ایک اثر خاص رکھتا ہے۔ اور اسے قدرتاً اور طبعاً ایک فوقیت ہوتی ہے۔ خود آقا اور نوکر کا مفہوم ہی ان کے مدارج میں ایک فرق پیدا کر دیتا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خدام کو اول تو وہ درجہ ہی نہیں دیتے تھے۔ جو عام طور پر لوگ نوکروں کو دیتے ہیں۔ وہ انہیں اپنا بھائی اور عزیز سمجھتے تھے۔ حافظ صاحب بہت مخلص اور حضرت کے بہت پرانے خادموں میں سے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت نے ان کو کچھ کارڈ اور لفافے دئے۔ تاکہ وہ جا کر ڈاکخانہ میں ڈال آئیں۔ انہیں بھول گیا۔ اور نہ صرف بھول گیا۔ بلکہ وہ ساری ڈاک کہیں گر بھی گئی۔ اس پر ایک ہفتہ گذر گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جو ان دنوں بچے تھے۔ اور حضرت میاں محمود کہلاتے تھے۔ کچھ کارڈ اور لفافے لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں دوڑتے آئے۔ اور کہا۔ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا۔ تو یہ وہی خطوط تھے۔ جو انہوں نے حامد علی کو دئے تھے۔ ان میں بعض رجسٹرڈ تھے۔ اور آپ ان کے جواب کے منتظر تھے۔ اب خیال کرو کہ اگر کوئی اور ہوتا تو خدا جانے کیا آفت برپا ہوتی۔ کس قدر بوچھاڑ گالیوں اور درشت کلامی کی ایسے خادم پر ہوتی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ کہ باوجودیکہ بعض ضروری امور معرض التوا میں پڑ گئے ہیں۔ اسی طرح ہشاش بشاش ہیں حافظ صاحب کو بلایا گیا۔ ان سے کوئی بازپرس نہیں۔ کوئی سزا نہیں۔ کہا تو صرف یہ کہا کہ حامد علی تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے۔ ذرا فکر سے کام کیا کرو۔ اس واقعہ کی عظمت اس وقت سمجھ میں آتی ہے جب تم خیال کرو۔ کہ اگر کوئی اور ہوتا تو کیا کرتا۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح حافظ غلام محی الدین صاحب مرحوم کا واقعہ ہے۔ وہ حضرت حکیم الامۃ خلیفہ اول کے رضاعی بھائی تھے۔ یہاں جلد سازی کر کے گذارا کیا کرتے تھے بہت ہی مخلص اور نیک آدمی تھے۔ اس وقت قادیان میں کوئی چٹھی رساں نہ تھا۔ اور نہ اس طرح پر لیٹر بکس جگہ جگہ رکھے ہوئے تھے۔ وہ اخلاص سے ڈاکخانہ جا کر سب دوستوں کی ڈاک لاتے اور عموماً سب کے خطوط لے جا کر پوسٹ کراتے۔ یہ کام محض ثواب کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ کرتے تھے۔ بڑھے آدمی تھے۔ مگر جوانوں سے بڑھ کر ہمت رکھتے تھے۔ بعض اوقات وہ ایسے خطوط جو ڈاک میں ڈالنے ہوں یا جن کے مکتوب الیہ مل ہوں اپنی مصروفیت کی وجہ سے ایک تپائی کے نیچے رکھ دیتے۔ اور بھول جاتے۔ جب لیکھرام کے قتل پر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے موافق تلاشی ہوئی۔ تو حافظ صاحب کے حجرہ سے بہت سے خطوط برآمد ہوئے۔ جو ابھی تک ڈاک میں نہیں ڈالے گئے تھے۔ تلاشی ہو چکی۔ اور حافظ صاحب کی اس غفلت کا علم ہوا۔ مگر جانتے ہو۔ اس رحیم و کریم انسان نے کیا کیا اور کیا کہا؟ سنو! ہنستے ہوئے حافظ صاحب سے پوچھا حافظ جی یہ رکھنے کے لئے تو نہیں دئے تھے۔ اگر آج یہ نہ دیکھے جاتے تو پتہ بھی نہ لگتا۔ خیر جو کچھ ہو گیا اچھا ہو گیا۔ مصلحت الٰہی یہی ہوگی۔ حافظ صاحب کا خون خشک ہو رہا تھا۔ جب یہ خطوط نکل رہے تھے۔ مگر اس ہمہ رحمت و کرم ہستی نے زجر اور توبیخ تو درکنار مسکراتے ہوئے کہا جو کچھ کہا۔

سوچو! اور پھر سوچو! کہ کیا یہ کسی معمولی انسان کا کام ہو سکتا تھا۔ اس قسم کے اخلاقی معجزات ہر شخص سے صادر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

تیسرا واقعہ مرزا اسمٰعیل بیگ جو آجکل دودھ فروشی کی دکان کرتے ہیں۔ یہ اپنے بچپن ہی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں آ گئے۔ نو دس برس کی عمر کیا ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مجھ سے غلطیاں بھی ہو جاتی تھیں۔ میں بعض اوقات غفلت اور سستی بھی کرتا۔ مگر مجھ پر کبھی کوئی ایسا وقت نہیں آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ کو ڈانٹا ہو۔ آخری زمانہ میں وہ پریس میں کام کرنے لگے تھے۔ اور حضرت حکیم فضل الدین رضی اللہ عنہ پریس کے مہتمم تھے۔ وہ بعض اوقات مرزا اسمٰعیل بیگ سے ناراض ہو جاتے۔ اور کاروباری اصول پر مواخذہ کرتے۔ مگر جب حضرت اقدس کے پاس فیصلہ جاتا۔ تو آپ یہ کہکر حکیم صاحب کو رخصت کر دیتے۔ حکیم صاحب! باہمیں مرداں بباید ساخت یہ پرانے لوگ ہیں اور بچپن سے میرے پاس رہے ہیں۔ حکیم صاحب کو بھی درگذر اور چشم پوشی کی ہدایت فرماتے۔

چوتھا واقعہ حضور کے ایک نہایت ہی مخلص دوست خان صاحب اکبر خاں صاحب تھے وہ ہجرت کر کے آ گئے۔ تو حضرت مسیح موعود کے گھر میں انکو جگہ مل گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی کہ آپ جب رات کو لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تو موم بتی جلایا کرتے تھے اور وہ بھی ایک دو نہیں۔ کئی بتیاں جلا کر رکھ لیتے تاکہ روشنی کافی ہو۔ وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کی لڑکی نے حضرت کے کمرہ میں موم بتی جلائی۔ اور وہ رکھ کر چلی آئی۔ موم بتی گر گئی۔ اور اس سے وہ قیمتی مسودے جو حضور نے لکھ کر رکھے ہوئے تھے۔ جل گئے۔ نہ صرف وہ بلکہ کچھ اور بھی نقصان ہوا۔ جب گھر میں خبر ہوئی تو خان صاحب کی بیوی اور لڑکی اور خود خان صاحب کو سخت گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی۔ کہ خدا جانے اب کیا ہو جائے گا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باوجودیکہ بہت محنت سے لکھے ہوئے مسودات جل چکے تھے۔ اور اس کے سوا بھی نقصان ہوا تھا۔ اس معاملہ پر ایسی چشم پوشی فرمائی۔ کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ ایسے موقعہ پر انسان خود سوچے۔ کہ اس کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ جنت در بغل تھے۔ آپ کو نہ تو اس نقصان مسودات سے کچھ پریشانی ہوئی نہ رنج پیدا ہوا۔ بلکہ آپ نے یہ دیکھکر کہ کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ کا شکر کیا اور فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کا بہت ہی شکر کرنا چاہیئے کہ بہت بڑا نقصان نہیں ہوا۔

یہ مطمئن قلب کا ایک منظر ہے۔ دیکھنے میں معمولی واقعہ ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اپنی محنت اور کوشش کی کچھ حقیقت آپ کی نظر میں نہیں۔ خدا تعالیٰ ہی پر بھروسہ اور اسی ذات میں سہارا اور اطمینان آپکو حاصل ہے۔ آپ کو اپنی تمام قوتوں پر اس قدر قدرت اور حکومت حاصل ہے۔ کہ ہر جذبہ اور جوش آپ کے زیر فرمان ہے۔ آپ کا قلب اتنا وسیع اور آرام یافتہ ہے کہ کوئی نقصان آپ کی نظر میں نقصان رہتا ہی نہیں۔ بلکہ آپ ہر چیز کے بہترین اور اعلیٰ پہلو کو دیکھتے ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ ایک نادان لڑکی کا معاملہ تھا۔ اس کی معمولی غفلت اور سہل انگاری اس کی تشفیع ہو سکتی ہے۔ مگر نہیں یہ عفو و درگذر آپکی فطرت میں داخل تھا

پانچواں واقعہ انہیں خانصاحب کا واقعہ ہے۔ اور میرا چشم دید واقعہ ہے۔ گرمی کے موسم میں مسجد مبارک کی چھت پر جیسا کہ اب بھی دستور ہے۔ نماز پڑھی جاتی تھی۔ بیت الفکر کے مشرقی دروازے کے پاس سیڑھی ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ اسی سیڑھی پر سے اوپر تشریف لایا کرتے تھے۔ میں اس واقعہ کو اب بھی گویا دیکھتا ہوں۔ آپ کا اس راستہ سے آنا اور جانا میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خانصاحب لالٹین ہاتھ میں لے کر حضرت کو راستہ دکھانے لگے۔ اتفاق ہاتھ سے لالٹین گر گئی اور دیا سیڑھی پر مٹی کا تیل گرا اور آگ لگ گئی۔ بعض احباب نے خانصاحب کو کچھ ڈانٹا بھی۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سب کو روک دیا اور فرمایا۔ خیر! ایسے واقعات ہو ہی جاتے ہیں شکر ہے مکان بچ گیا۔

غور کرو کہ کس طرح پر ہر نقصان اور ہر غلطی پر حضرت کے زیر نظر بہت بڑی بات ہوتی۔ اور آپ نقصان کے متعلق معمولی سی بات کہکر نکل جاتے۔ اس میں اس عظیم الشان انسان کی سیرۃ کا کمال نظر آتا ہے۔ اور ہمیں بہت بڑا سبق ملتا ہے۔ کہ کس طرح ہم اپنے نقصانات پر خدا تعالیٰ کی تقادیر سے صلح کر سکتے ہیں۔ اور ہر نقصان پر انشراح صدر کے ساتھ اس کی رضا پر راضی ہونے کی فطرت پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ ایک دو مثالیں اور واقعات ہیں حضرت کی زندگی میں آپ کے عفو و درگذر کے واقعات کا ایک لمبا سلسلہ ہے۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہم تو ہر روز آپ کی اسی شان کو نمایاں دیکھتے تھے۔ آپ کا کرم آپ کا رحم اور چشم پوشی ہی تھی کہ ہم لوگ یہاں جمع تھے۔

چھٹا واقعہ اب میں ان واقعات سے کبھی اوپر جاتا ہوں۔ اور حضرت خلیفہ اولؓ کا ایک واقعہ سناتا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تبلیغ لکھ رہے تھے۔ جو کتاب آئینہ کمالات اسلام میں شامل ہے۔ یہ عربی زبان میں پہلی مستقل کتاب ہے۔ جو آپ نے لکھی تھی۔ اس کا مسودہ لکھ کر آپ حضرت حکیم الامۃ کو بھیجدیا کرتے۔ کہ وہ پڑھ لیں۔ اور پھر حضرت مولوی عبدالکریم رضؓ کو فارسی ترجمہ کیلئے بھیجدیا جاتا تھا۔ ایک دن حضرت نے مسودہ حضرت حکیم الامۃ کو معمولاً دیا۔ مولوی صاحب سے مسودہ کہیں گر گیا۔ اور کاتب مولوی عبدالکریم صاحب سے مسودہ کیلئے تقاضا کرتا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے مسودہ نہ پہنچنے کا تذکرہ مجلس میں کیا۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی حیرانی کا نہ پوچھو۔ ادھر ادھر رنگ تلاش میں دوڑے۔ مگر مسودہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ مولوی صاحب کو بہت تشویش تھی۔ آخر حضرت کو اطلاع ہوئی۔ آپ مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ اور بجائے اس کے کہ اس غفلت پر کسی کو ڈانٹتے۔ نہایت ہی پیار سے الٹا عذر کیا۔ کہ مولوی صاحب کو بڑی تکلیف اور پریشانی ہوئی۔ کاغذ گم ہو گیا۔ تو کیا ہوا۔ ہمارا تو اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کریگا

آپ کے عفو و درگذر کی شان اس واقعہ سے بہت ہی بلند ہو جاتی ہے۔ معاف کر دینا ہی بڑی عزت کے قابل تھا۔ مگر یہاں تو اس سے بھی بڑھکر احسان ہے۔ کہ آپ عذر کرتے ہیں۔ اور اس تکلیف اور پریشانی کا احساس آپ کے قلب مطہر کو ہو رہا ہے۔ کہ مولوی صاحب کو اس کے گم ہو جانے کی وجہ سے تلاش کرنی پڑی۔ اور اس سے انہیں تکلیف ہوئی۔ اور وہ پریشان ہوئے۔ اللہ اللہ! کیا رحم اور کیسی شان عفو ہے۔

مسیح موسویؑ اور مسیح محمدیؑ میں فرق

دنیا کے بڑے بڑے مصلحین اور معلمین کی زندگیوں پر نظر کرو۔ اور خوب نظر کرو۔ باوجود اس احترام اور اعتقاد کے جو میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی نسبت رکھتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے۔ اور انجیل میں انہیں محبت کا پیغامبر کہا گیا ہے۔ لیکن جب میں انجیل میں ان کے اس واقعہ کو پڑھتا ہوں جو ایک انجیر کے درخت پر لعنت کرنے کا ہے۔ تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ خدا کے ایک مقدس نبی کی شان میں ایسا واقعہ پڑھوں۔ کہ وہ ایک درخت کو محض اس لئے لعنت کرتا ہے۔ کہ کیوں اس نے بے وقت پھل نہیں دیا۔ مگر اس مسیح محمدی کی شان کو دیکھو۔ کہ وہ رحمت اور کرم کا مجسمہ ہے یہ ہے محبت کا پیغامبر اور سلامتی کا شہزادہ۔ جو خود آپ مطمئن قلب رکھتا ہے۔ بلکہ دوسروں کے غموں اور کلفتوں کو دور کر کے حقیقی تسکین عطا کرتا ہے۔

ساتواں واقعہ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ ثانی (جو ان ایام میں بچہ تھے) ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ـــــ نے۔ آپ کے مسودات کو جلا دیا۔ اس وقت بھی حضرت نے مسکراتے ہوئے یہی فرمایا۔ خوب ہوا۔ اس میں بھی خدا تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ہمیں اس سے بہتر مضمون سمجھائے۔

آپ غور کریں کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں جو ایک انسان کو بھی مشتعل کر دینے کیلئے کافی سامان اپنے اندر نہ رکھتا ہو۔ مگر حضرت کی سیرۃ پر غور کرو کہ باوجود ایسے سامان اشتعال پیدا ہونے کے آپ درگذر سے کام لیتے ہیں۔ اور ہر واقعہ میں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان مصالح اور خدا تعالیٰ کے بہتر بدلہ دینے پر آپ کا ایمان ہے۔ افسوس ہے وقت مساعد نہیں کرتا ورنہ میں ایک ایک واقعہ میں بتاتا کہ آپ کی سیرۃ کے کن کن مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تو میں نے آپ کے عفو اور درگزر کے وہ مظاہرات اور مشاہدات پیش کئے ہیں۔ جو آپ کے خدام سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ دوستوں کے ساتھ اس قسم کے اخلاق کا اظہار نفس تعلقات محبت اور دوستی کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور اشتعال اور جوش کی قوتوں کو محبت اور تعلقات کی لہریں دبا لیتی ہونگی۔ اگر دشمنوں کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئیں۔ تو وہ حقیقی مقام ایسے اخلاق کے ظہور کا ہو سکتا ہے اگرچہ نفسیات کے جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ محبت اور تعلقات کی رو کیسی بھی زبردست ہو۔ ذاتی اور مادی یا دوسری قسم کے نقصانات ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ ان لہروں کو کمزور کر دیتے ہیں۔ ہم معمولی اور ادنےٰ درجہ کے نقصانات پر اپنے عزیز ترین وجودوں بیٹے۔ بھائیوں۔ بیویوں سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات بے حد ناراض ہو جاتے ہیں۔ تاہم میں آپ کو اس فلسفہ پر زیادہ بحث کا محتاج نہیں بننے دیتا۔ میں دکھاتا ہوں۔ کہ دشمنوں سے اور جانستان دشمنوں سے آپ نے کیا سلوک کیا ہے۔

آٹھواں واقعہ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا نام آپ نے سنا ہوگا۔ یہ ابتدائی زمانہ میں حضرت اقدس سے اخلاص رکھتے تھے۔ اور براہین احمدیہ کی اشاعت پر انہوں نے ایک زبردست ریویو بھی لکھا تھا۔ حضرت صاحب کو خود وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ مگر مسیح موعود کے دعوےٰ پر وہ بگڑے اور بہت بری طرح بگڑے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بہت بڑا بول بولا کہ میں نے ہی اس کو اونچا کیا ہے۔ اور میں ہی گراؤنگا۔ یہ تو واقعات نے بتا دیا۔ کہ اس بڑے بول کا کیا حشر ہوا۔ اور نہ اس کی تفصیلات کا یہ موقعہ ہے۔ غرض انہوں نے ایسی شدید مخالفت کی۔ کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ بالآخر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں وہ استغاثہ کے گواہ بن کر آئے۔ مارٹن کلارک کا مقدمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اقدام قتل کا مقدمہ تھا۔ اور ایک مشہور مشنری ڈاکٹر کی طرف سے تھا۔ جو مباحثہ آتھم میں عیسائی گروہ کی طرف سے میر مجلس تھا۔ اس نے یہ استغاثہ کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک شخص عبدالحمید نام کو امرتسر بھیجا۔ کہ وہ ڈاکٹر کلارک کو قتل کر دے۔ میں اس مقدمہ کے حالات اس وقت بیان نہیں کرونگا۔ خدا کے فضل اور رحم سے انہیں دنوں میں نے اس کے حالات شائع کر دیئے تھے۔ اور میں پہلی تاریخ سے آخری وقت تک اس کا شاہد عینی ہوں والحمد للہ علیٰ ذالک۔

مولوی محمد حسین صاحب ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں اس کے مددگار اور گواہ بن کر آئے۔ انہیں اپنی شہادت پر استقلال تھا۔ کہ وہ یہ دعوے کرتے پھرتے تھے۔ کہ اب یہ بچ نہیں سکیں گے۔ اب مرزا کس طرح بچتا ہے۔ میں اسے قاتل ثابت کرونگا۔ وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان سے بٹالہ اس مقدمہ میں جواب ہی کے لئے پہلی تاریخ پر پہنچے۔ جماعت کے وہ ابتدائی ایام تھے۔ دشمنوں کی کثرت اور مخلصین کی تعداد بہت ہی کم۔ اور اس مقدمہ میں آریہ۔ عیسائی اور مخالف مسلمان سب متفق تھے۔ اور سارے پورا زور لگا رہے تھے۔ خدام پر بہت بڑا اثر تھا۔ اور ہمارے قلوب مجروح اور آنکھیں اشکبار تھیں۔ مسیح ناصری کے خدام تو ان کے ابتلا میں بھاگ گئے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام اس ابتلا میں ہر قربانی کے لئے تیار تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب اس روز بڑی شیخی بگھارتے ہوئے آئے۔ اور ادھر ادھر بڑے جوش اور غضب سے ٹہلتے پھرتے تھے۔ آخر وہ وقت آیا۔ کہ وہ شہادت کے لئے پیش ہوئے۔ دوسرے واقعات کو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ صرف نفس شہادت کو لیتا ہوں۔ محمد حسین نے پوری قوت کے ساتھ حضرت صاحب کے خلاف شہادت دی۔ اور اپنے خیال میں اس نے کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ کہ آپ کو اقدام قتل کا مرتکب ثابت کرے۔ اب تم سوچو۔ کہ ایسے موقعہ پر ایسے گواہ کے ساتھ اس شخص کی طرف سے کس سلوک کی توقع ہو سکتی ہے جس کے خلاف اس نے اقدام قتل کے ارتکاب کی شہادت دی ہو اور اسے قاتل ثابت کرکے اس کی جان پر حملہ کرنا چاہا ہو۔ میں سمجھتا ہوں۔ کوئی انسان بھی خواہ وہ کسی طبقہ کا ہو ایسے گواہ کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں کر سکتا۔ وہ اسے ہر طرح ذلیل اور بے اعتبار ثابت کرنے میں کمی نہ کرے گا۔ اس لئے کہ اس کی شہادت نے زندگی اور موت کا سوال پیدا کر دیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ زندگی اور موت ہی کا سوال نہ تھا۔ بلکہ عزت۔ آبرو اور وہ دعوت الی الحق بھی خطرے میں تھی جس کو لے کر آپ خدا کی طرف سے کھڑے ہوئے تھے۔ صرف حضرت صاحب کی زندگی اور موت کا سوال نہ تھا۔ بلکہ کل دنیا کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اس مقدمہ کے ذریعہ حق کو مشتبہ کرنے کی سازش کی گئی تھی۔ مولوی فضل الدین صاحب وکیل لاہور (جو اس وقت تک زندہ ہیں) اس مقدمہ میں حضرت صاحب کی طرف سے پیروی کرتے تھے۔ باوجودیکہ وہ احمدی نہ تھے۔ اور اس وقت تک بھی سلسلہ میں داخل نہیں۔ لیکن ان کے دل میں اسلامی احترام اور اپنے پیشہ کی شریفانہ غیرت تھی۔ انہوں نے دیانت داری کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کرتے ہوئے۔ مولوی محمد حسین پر جرح کرنی چاہی۔ اور ان کا مقصد جرح سے یہ تھا۔ کہ مولوی صاحب کو اپنی اصلی صورت میں دکھا دیں۔ اور خود مولوی محمد حسین صاحب کے منہ سے ایسی باتیں نکلوائیں۔ جو ان کی عزت و وقعت کو خاک میں ملا دینے والی ہو سکتی تھیں۔ یہ سوالات اس قسم کے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شریف قلب ایک لحظہ کے لئے بھی گوارا نہ کر سکتا تھا۔ مولوی فضل الدین صاحب نے ہر چند زور دیا کہ میں یہ سوالات کرونگا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی پر اصرار کیا۔ کہ میں یہ سوالات پوچھنے کی اجازت نہیں دونگا بلکہ حضرت صاحب یہاں تک آمادہ ہو گئے۔ کہ خواہ مولوی فضل الدین صاحب مقدمہ کی پیروی چھوڑ دیں۔ اور آپ کے خلاف مقدمہ کا اثر ہو۔ مگر ان سوالات کو آپ پوچھنے نہ دینگے۔

میں ان سوالات کی تصریح نہیں کرونگا۔ اس لئے کہ یہ خلاف ادب ہے۔ میرے آقا و مولےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زندگی اور موت کے سوال کی نازک گھڑیوں میں ان سوالات کی اجازت نہیں دی۔ تو اب آپ کے بعد جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بھی فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کا معاملہ خدا سے ہے۔ میں ان سوالات کی صراحت کیونکر کروں۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سوالات کی اجازت نہ دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بلند حوصلگی اور عالی ظرفی کے اب تک مولوی فضل الدین صاحب مداح ہیں اور ایک خاص اثر اپنے قلب پر رکھتے ہیں۔ اس قسم کا اخلاقی اعجاز بہت ہی کم نظر آتا ہے۔ میں اس پر اب زیادہ کچھ نہیں کہتا۔ آپ خود اندازہ کریں۔ کہ کیا کسی معمولی انسان کا یہ کام ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے اخلاقی معجزے صرف انبیاء علیہم السلام اور آپ کے خلفاء اور جانشینوں کے ہاتھ پر ہی سرزد ہو سکتے ہیں۔ جب تک خدا تعالےٰ کسی انسان کو اپنے ہاتھ سے صاف نہ کر دے۔ اور اس کے سینہ سے غل و غش کی آلائشوں کو آپ نہ دھو ڈالے۔ ناممکن ہے۔ کہ اس قسم کے جانستان دشمنوں سے پیار اور محبت کی یہ روح پیدا ہو۔

مولوی محمد حسین صاحب پر حضرت مسیح موعودؑ کے احسان

پھر مولوی محمد حسین صاحب کی زندگی کا یہی ایک واقعہ نہیں۔ اس کے بعد بھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کوئی معاملہ مولوی صاحب کا پیش آیا۔ آپ نے احسان ہی کیا۔ اور اس کی عداوت اور مخالفت کا کبھی خیال نہ کیا۔ اس کی حالت میں ایک انقلاب عظیم واقعہ ہو گیا تھا۔ وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نیچا دکھانے کے جوشیلے دعوے کرتا تھا۔ آپ ہی پبلک میں گر گیا۔ ایک مرتبہ کوئی کاتب۔ اس کا رسالہ لکھ کر نہ دیتا تھا۔ وہ رسالہ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف نہایت گندے مضامین ہوتے۔ منشی غلام محمد صاحب امرتسری کاتب یہاں قادیان میں حضرت صاحب کا کام کرتے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے مجھے لکھا۔ کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کروں۔ کہ وہ کچھ کاپیاں غلام محمد صاحب سے لکھا دیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ ایسا خط آیا ہے۔ آپ نے نہایت محبت سے فرمایا۔ اگرچہ ہمارے تو خلاف ہی لکھتا ہے۔ مگر اسے کہہ دو۔ کہ وہ یہاں آ جائے۔ ہم اس کے کھانے پینے اور رہنے کا بھی اچھی طرح انتظام کر دیں گے۔ وہ یہاں آ کر لکھوا لے۔ ہم اپنا کام چھوڑ کر اس کا مضمون لکھوا دینگے۔

اس عالی ظرفی اور دشمنوں پر رحم کی کوئی مثال تمہارے سامنے ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ نہیں ملے گی۔ اخلاق کا یہ عظیم الشان مظاہرہ پوری شان کے ساتھ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ اور یا پھر آپ کے کامل بروز اور مظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی اخلاق اور فیضان کا پرتو ہے۔

غرض میں نے مولوی محمد حسین صاحب کو لکھ دیا۔ مگر انہیں اپنی مخالفت اور اس کے مقابلہ میں حضرت صاحب کے اس اخلاق نے ایسا محجوب کیا۔ کہ وہ آ نہ سکے۔ پھر ایک موقعہ پر انہوں نے بعض احمدی احباب سے اشاعت السنہ کی قیمت کا مطالبہ کیا۔ جن میں سے حضرت نواب صاحب اور مکرمی منشی ہاشم علی صاحب سنوری کا نام مجھے یاد ہے۔ یہ بزرگ اس کے رسالہ کی قیمت دے چکے تھے اور تعلقات خریداری منقطع کر چکے تھے۔ مگر وہ مطالبہ کرتے۔ آخر انہوں نے حضرت صاحب کے حضور لکھا۔ اور میرے ہی توسط سے لکھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت نے فرمایا۔ ان دوستوں کو لکھدو کہ رحم کے طور پر وہ جو مانگتا ہے۔ دیدیں۔ تا کہ اسے فائدہ پہونچے۔ حضرت نواب صاحب نے بھی اور منشی ہاشم علی صاحب نے بھی حضرت کے ارشاد پر باوجود مطالبہ صحیح نہ ہونے کے انہیں بھیجدیا۔

قادیان کے مخالفین سے سلوک کی مثالیں

اب میں قادیان کے مخالفین کی دو مثالیں پیش کر کے اپنی تقریر ختم کردوں گا۔ اس لئے کہ وقت اجازت نہیں دیتا۔ ورنہ یہ حدیث دلآویز ہے کہ آپ جیسے بہت لوگ ان ابتدائی ایام کی مشکلات کا صحیح تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جو قادیان کے رہنے والے مہاجرین کو پیش آتی تھیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خدام کی تکالیف سے سخت تکلیف ہوتی تھی۔ آج جو مدرسہ احمدیہ اور اس کے ارد گرد کی عمارتیں نظر آتی ہیں۔ یہاں اس وقت ایک ٹوکری مٹی کی ڈالنی بھی ہمارے لئے مشکل ہوتی تھی۔ یہاں کے سکھ ٹوکریاں اور کہیاں چھین کر لے جاتے تھے۔ اور سخت دکھ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض آدمیوں کو پاخانہ پھرنے سے روک دیا گیا۔ اور بعض سے اپنی چادروں میں پاخانہ اٹھوایا۔ اسی قسم کی شرمناک تکالیف کا ایک لمبا سلسلہ تھا۔ سید احمد نور اپنا مکان بنانے لگے۔ تو اس پر بلوہ کر کے یہ لوگ آگئے اور سید احمد نور کو بھی چوٹیں آئیں۔ اور ان کے ایک آدمی پالا برہمن کے بھی خون نکل آیا ؛

اس مقدمہ میں ہم نے ابتداً بڑی کوشش کی کہ مصالحت ہو جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی پسند فرماتے تھے مگر جو لوگ ہمارے ساتھ صلح کی گفتگو کرتے تھے۔ وہ ہمیں تو یہی کہتے تھے۔ کہ صلح ہو جانی بہت ضروری ہے۔ مگر پالا کو مشورہ دیتے کہ جا کر نالش کردو۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور اس نے حضرت حکیم الامۃ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور دوسرے بزرگوں پر مقدمہ فوجداری دائر کر دیا۔ جب ہمیں خبر ہوئی تو حضرت کے حضور عرض کیا۔ اور بالآخر پولیس میں رپورٹ کی۔ پولیس کی تفتیش میں بلوہ کا مقدمہ ثابت ہو گیا۔ اور اس نے ۱۶ ملزموں کا چالان کر دیا۔ یہ مقدمہ سردار غلام حیدر خاں صاحب مزاری کی عدالت میں تھا۔ جو مقدمہ ہمارے خلاف کیا گیا تھا۔ وہ پہلی ہی پیشی پر خارج ہو گیا۔ لیکن پولیس کے چالانی مقدمہ میں ملزموں پر فرد جرم لگ گیا۔ آخر وہ دن آ پہونچا۔ کہ حکم سنایا جانے والا تھا۔ اب ملزموں کو اور ان کے مددگاروں کو خیال آیا۔ کہ سزا پا جائیں گے۔ چنانچہ ایک وفد شہر کے معززین کا حضرت کے حضور اس مکان میں پہونچا۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے مکان کے اوپر دار البرکات نام ہے۔ وہاں انھوں نے حضرت کے حضور التجا کی اور اس رحیم کریم انسان نے معاف کر دیا۔ اور مجھکو حکم دیا۔ کہ میں سردار غلام حیدر خاں صاحب کی عدالت میں جا کر کہوں۔ کہ حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے۔ میں نے واقعات کو پیش کر کے کہا۔ کہ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پولیس کا چالانی مقدمہ ہے۔ اس کے سولہ ملزم چھوٹ جائیں۔ تو وہ کب پسند کرے گی۔ ہم مدعی نہیں ہیں۔ اور صرف حکم باقی ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہمارے اختیار میں جو کچھ ہے۔ وہ کر لینا چاہئیے۔ میں نے ان کو معاف کر دیا میری طرف سے جا کر کہدو۔ اگر عدالت منظور نہ کرے گی۔ تو یہ ہمارے اختیار کی بات نہ ہو گی۔ فوراً چلے جاؤ۔ یہ حکم پا کر میں اور مفتی فضل الرحمن صاحب دوسرے دن گورداسپور گئے۔ اور سردار صاحب کی خدمت میں تمام واقعات کو پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ اب کیا ہو سکتا ہے۔ آپ کا کیا اختیار ہے۔ سرکار مدعی ہے۔ اس پر ہم نے کہا کچھ بھی ہو حضرت نے معاف کر دیا ہے۔ آپ کا جو اختیار ہے کریں۔ ہمکو جو حکم دیا گیا تھا۔ وہ آپ تک پہونچا دیا۔ اس پر سردار صاحب بہت متاثر ہوئے۔ اور کہا۔ جب حضرت صاحب نے معاف کر دیا ہے۔ تو میں بھی معاف ہی کرتا ہوں۔ اور ملزموں کو بہت کچھ سمجھایا۔ اور شرمندہ کیا ؛

ایک اور مثال

اب میں صرف ایک اور مثال اور بیان کروں گا۔ اور اس پر ختم کردوں گا۔ اس لئے کہ وقت نہیں ہے۔ مرزا نظام الدین اور امام الدین صاحبان آپ کے عم زاد بھائی تھے۔ انہوں نے اس مقام پر جو دفتر محاسب کے دروازہ کے پاس ہے۔ ایک دیوار کھڑی کر دی۔ اور حضرت کے خدام کا راستہ بند کر دیا۔ اور آپ لوگ قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ کہ اس سے کس قدر تکلیف حضرت کے خدام کو اور آپ کو ہوتی تھی۔ چکر کاٹ کر لوگ مسجد میں آتے اور بعض ضعیف اور نابینا بھائی برسات کی وجہ سے گر گر پڑتے۔ اور چوٹیں آتیں۔ کبھی کبھی حضرت ایسے لوگوں کو گول کمرہ کا دروازہ کھول کر وہاں سے آنے دیتے۔ غرض یہ عجیب ابتلاء کا زمانہ تھا۔ ایک وقت میں ان لوگوں نے پانی تک بھی بند کر دیا تھا ؛

پھر اس کے لئے ایک مقدمہ کرنا پڑا یہ مقدمہ بھی لمبا ہوا۔ اور بالآخر عدالت نے اس دیوار کے گرانے کا حکم دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس مقدمہ سے پہلے اور اس دیوار کے بننے سے بھی پہلے بعض الہامات ہوئے تھے۔ جن کو ہم سورہ الرحمن کہا کرتے تھے۔ ان میں ان تمام واقعات کی خبر دی گئی تھی۔ اس پیشگوئی کے موافق آخر وہ دیوار گر گئی۔ یعنی عدالت نے اس کے گرانے کا حکم دیا۔ اور حضرت اقدس کا خرچہ بھی ان پر پڑا اور کچھ حرجانہ بھی دینے کا حکم ہوا ؛

آپ قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ اس قسم کی تکلیف دینے والوں سے عدالت کے فیصلہ کے موافق سلوک کرنا قطعاً ناجائز نہ تھا۔ بلکہ اس جرم کی پاداش میں جس طرح بھی سلوک کیا جاتا وہ عقل و انصاف کے رو سے صحیح ٹھہرتا۔ مگر دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا سلوک کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نے کبھی اس حرجہ اور خرچہ کی ڈگری کا اجراء نہ کرایا۔ یہاں تک کہ اس کی میعاد گذرنے کا وقت آگیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے کرم دین کے مقدمہ کے دوران میں حضرت کے علم و اشارہ کے بغیر تحفظ میعاد کے خیال سے اجرا کرا دیا۔ اور اس پر مرزا نظام الدین صاحب کے نام نوٹس جاری ہوا۔ جس پر انہوں نے حضرت کو خط لکھا مرزا امام الدین صاحب اس وقت فوت ہو چکے تھے۔ مرزا نظام الدین صاحب کے خط کے پہنچنے پر حضرت کو علم ہوا۔ اور آپ نے اس کو بہت ناپسند کیا۔ خواجہ صاحب نے تحفظ میعاد کا عذر کیا۔ مگر حضرت نے اس کو بھی پسند نہ فرمایا۔ اور حکم دیا۔ آئندہ کبھی اس کا اجراء نہ کرایا جائے۔ ہم کو دنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ اور اسی وقت ایک مکتوب مرزا نظام الدین صاحب کے نام لکھ کر مولوی یار محمد صاحب کو دیا۔ کہ وہ جہاں ہوں۔ پہونچائیں۔ چنانچہ موضع ستیاں میں جا کر آپ کا خط مرزا صاحب کو دیا گیا۔ جس میں آپ نے لکھ دیا تھا۔ کہ یہ خرچہ ان کو معاف کیا گیا۔ اور آئندہ کبھی اس کا اجراء نہ کرایا جائیگا۔ تم سوچ سکتے ہو۔ کہ مرزا صاحب پر اس کا کیا اثر ہوا ہوگا ؟ میرے ساتھ ان کے تعلقات بے تکلفی کے تھے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ساری عمر اس کا شکریہ ادا کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ ہمیں ان سے یہی امید تھی۔

یہ ہیں مختصر طور پر آپ کے عفو و درگذر کے واقعات آپ کی سیرۃ کے بعض دوسرے شعبوں پر بھی میں بیان کرتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ وقت میری مساعدت نہیں کرتا۔ اور میں اسی پر ختم کر دیتا ہوں

قدیم اور موجودہ ہندو دھرم

کلکتہ میں سناتن دھرم کے بڑے بڑے پرجوش پیرووں نے جمع ہو کر جو ریزولیوشنز پاس کئے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نئی روشنی کے ہندو نئے خیالات سے متاثر ہو کر ہندو دھرم میں کس قدر تغیر و تبدل کر رہے ہیں۔ اور ہندو دھرم کے سچے معتقد ان کی دست درازیوں کو کس قدر رنج اور افسوس کی نظر سے دیکھ رہے ہیں ؛

مذکورہ بالا اجتماع میں کئی ایک ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ جن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ پنڈت مدن موہن مالوی نے ان لوگوں کو جو مستحق نہیں ہیں۔ منتر دیکھشا دی ہے۔ سمیلن اس کی مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی رائے ہے۔ کہ دوج ورنوں کے بغیر کسی کو منتر لینے کا حق نہیں ہے۔

یہ ریزولیوشن مالوی جی کے اچھوت اقوام کو وید منتر سنانے کے متعلق ہے۔ کیونکہ ہندو دھرم کے رو سے ایسا کرنا پاپ ہے۔

دوسرا ریزولیوشن بچپن کی شادی رد کرنے کے لئے قانون بنوانے کے خلاف ہے۔

ایک اور ریزولیوشن بیواؤں کی شادی کرنے کے متعلق ہے جس میں یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ سمیلن ودوا بواہ کی مخالفت کرتا ہے۔ اور ہندوؤں سے پرزور اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ اس شاستر ورودھ کام کو نہ کیا کریں۔ ایک اور ریزولیوشن میں ولایت جانے کو شاستروں کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔

یہ ہے اصل ہندو دھرم یا ویدک دھرم کی تصویر جو اس سمیلن کے ریزولیوشنز سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریہ اسے کس قدر بگاڑنے اور اس کے اصل نقش و نگار کو مٹا کر ان کی بجائے اپنی طرف سے کیا کچھ بنا رہے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگرچہ گاندھی جی متعدد بار ایسے صاف اور واضح الفاظ میں بانیٔ آریہ سماج کے متعلق اظہار رائے کرچکے ہیں۔ جن سے تمام ہندو سنگٹھن کی آریہ سماجوں کو آگ سی لگ چکی ہے۔ اور انہوں نے اپنے رشی کی تعلیم کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے گاندھی جی کے خلاف وُہ وُہ ناگفتنی اور ناشنیدنی باتیں کہی ہیں۔ جو کسی اَور کے منہ سے نہیں نکل سکتیں۔ تاہم گاندھی جی کو بھی کم از کم ایک معاملہ میں "انیسویں صدی کے مہرشی سوامی دیانند" کی تعلیم کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ اور انہوں نے قریبًا وہی کچھ ارشاد فرمایا۔ جو:۔ "مہرشی جی" اپنی مایہ ناز کتاب "ستیارتھ پرکاش" میں تحریر فرما چکے ہیں ؂

بات یہ ہوئی۔ کہ ایک تعلیم یافتہ باغیرت "پتی" نے گاندھی جی کی خدمت میں چٹھی لکھی۔ جس میں بڑی صفائی کے ساتھ اپنی "پتنی" کے متعلق صحیح صحیح حالات کا انکشاف کرتے ہوئے تحریر کیا۔

"میں ایک شادی شدہ شخص ہوں۔ مَیں غیر ملک میں گیا ہوا تھا۔ میرا ایک دوست تھا۔ جس پر میں اور میرے والدین کو پورا پورا بھروسہ تھا۔ میری عدم موجودگی میں اس نے میری بیوی پر ڈورے ڈالے اور اس شخص سے اسے حمل ہوگیا۔ میرا باپ مصر ہے۔ کہ بہُو کا لازمی طور پر اسقاط حمل کرایا جائے۔ ورنہ تمام خاندان کی بدنامی و رسوائی ہوگی میرے نزدیک ایسا کرنا غلطی ہوگی۔ غریب شرم و ندامت میں مری جا رہی ہے۔ وُہ کچھ کھاتی پیتی نہیں ہے۔ اسے ہر وقت رونے ہی سے کام ہے۔ کیا آپ براہ مہربانی مجھے اس بارہ میں میرے فرض سے آگاہ کرینگے۔"

(ینگ انڈیا ۔ جنوری ۲۹ء)

اس نوجوان کو اس کے فرض سے آگاہ کرتے ہوئے گاندھی جی نے جو جواب دیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

"یہ عورت دراصل قابلِ رحم ہے۔ یہ شوہر کا پاک فرض ہے۔ کہ وہ اس معصوم بچہ کو پوری پوری محبت اور خاطر داری سے پالے۔ اور اپنے والد کی نصیحت کو قبول کرنے سے انکار کر دے"؂

بلاشبہ یہ جواب ایسے ہندوؤں کے لئے جو قدیمی عقائد کے پابند ہیں حیران کُن ہوگا۔ اور ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آسکے گی۔ کہ ایک غیر مرد کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو۔ اسے "پوری پوری محبت اور خاطر داری سے پالنا عورت کے خاوند کا "پاک فرض" کیونکر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس امر کو زمانہ حال کے ہندو دھرم کے سب سے بڑے ریفارمر مہرشی دیانند جی کی تعلیم کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ گاندھی جی نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ اسی مہرشی کی تعلیم کی خوشہ چینی ہے۔

مہرشی دیانند جی "ستیارتھ پرکاش" کے چوتھے باب میں نیوگ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو۔ تو بیاہی عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم و نیک نامی کے لئے گیا ہو۔ تو چھ برس اور دولت وغیرہ مقصد کے لئے گیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے۔ جب شادی شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جائے"؂

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۳۸)

"ستیارتھ پرکاش" میں اس تعلیم کے ہوتے ہوئے ضرورت ہی نہ تھی کہ گاندھی جی کو تکلیف دی جاتی۔ اور ان سے اس امر کے متعلق فتویٰ پوچھا جاتا۔ جسے مہرشی دیانند نہایت وضاحت سے تحریر فرما چکے ہیں لیکن اس کی وجہ شاید یہ ہو۔ کہ گاندھی جی کی خدمت میں "چٹھی" لکھنے والے "نوجوان" کی نظر سے کبھی "ستیارتھ پرکاش" نہ گذری ہو۔ اور نہ اُس کی "پتنی" نے اس کا "پاٹھ" کیا ہو۔ یہ خیال اس وقت یقین کی حد تک پہونچ جاتا ہے۔ جب اس "پتی" کے اپنی "پتنی" کے متعلق حسب ذیل ہمدردی اور شفقت سے بھرے ہوئے الفاظ پڑھے جائیں:۔

"غریب شرم و ندامت میں مری جا رہی ہے۔ وُہ کچھ کھاتی پیتی نہیں ہے۔ اُسے ہر وقت رونے ہی سے کام ہے"؂

جب ہندو دھرم کے "رکھشک" اور بہت بڑے ریفارمر نے اس بات کو روا رکھا ہے۔ کہ خاوند کے "غیر ملک" میں جانے پر عورت کسی اور سے تعلق گانٹھ کر اولاد پیدا کر سکتی ہے۔ تو پھر ایسا کرنے پر "شرم و ندامت میں مرے جانے" کی کیا ضرورت؟ اور "کچھ نہ کھانے اور ہر وقت رونے ہی سے کام" کا کیا مطلب؟

بات یہی معلوم ہوتی ہے۔ اس "غریب" کو "ستیارتھ پرکاش" کی اس تعلیم کا علم ہی نہیں۔ اگر علم ہوتا۔ تو وہ یقیناً اپنے خاوند کے آنے پر بڑی خوشی اور مسرت سے خوشخبری سُناتی۔ کہ چند روز میں آپ کے گھر پرمیشور کی کرپا سے "چندر ما سا پتر" "اتپن" ہونے والا ہے جس کے لئے آپ کو اپنے فلاں دوست کا شکر گذار ہونا چاہئے۔ اور خاص طور پر اس کی مشقت اور تکلیف فرمائی کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے ؂

آریہ صاحبان اگر چاہیں۔ تو اس واقعہ کو نیوگ کی ضرورت اور اہمیت کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اور یہاں تک بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ ایسی ضروری اور فطرت کے عین مطابق تعلیم ہے۔ کہ جو لوگ "ستیارتھ پرکاش" کے نام تک سے واقف نہیں ہوتے۔ اور جنہوں نے مہرشی جی کی ہدایات کے متعلق نیوگ کا ذکر بھی نہیں سُنا ہوتا۔ وُہ بھی اُن سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ گاندھی جی کے بیان کردہ واقعہ سے ظاہر ہے۔ لیکن ہماری گذارش یہ ہے۔ کہ اس تعلیم پر عمل کرنے پر بوجہ ناواقفیت اور لاعلمی کسی کو اپنا حامی و مددگار نہ پاکر جو حالت ہو جاتی ہے۔ اس پر ضرور رحم کرنا چاہیئے۔ جس کی یہی صورت ہے کہ "ستیارتھ پرکاش" کو ہر ایک ہندو مرد اور عورت تک پہنچا دیا جائے

اگر آریہ صاحبان بہت بڑی مالدار اور "ستیارتھ پرکاش" کی عاشق زار قوم ہونے کے باوجود اس کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو کم از کم اتنا انتظام تو اُسے ضرور کر دینا چاہیئے۔ کہ جس شادی شدہ ہندو عورت کا خاوند کسی "غیر ملک" میں جائے۔ اسے جلد سے جلد "ستیارتھ پرکاش" کی ایک جلد مہیا کر دے۔ اور اس سے درخواست کرے۔ کہ اپنی پہلی فرصت میں وُہ چوتھے باب کی دفعہ ۱۴۰ کا ضرور "پاٹھ" کرلے۔ اسی طرح ہر شادی شدہ ہندو مرد کو بھی ساحل ہند سے روانہ ہوتے ہی اس دفعہ کا مطالعہ کرا دینا چاہیئے۔ تا اگر کوئی چاہے۔ تو میعاد مقررہ کے اندر اندر واپس آجائے۔ اور اگر نہ آسکے۔ تو جب آئے اپنے پیچھے ہونے والی "سنتان" کی تعداد وغیرہ معلوم کرکے اس کے لئے تحفے تحائف لانے سے قاصر نہ رہے ؂

اگر اس طرح انتظام کر دیا جائے۔ تو ایک تو "ستیارتھ پرکاش" کی اشاعت میں بہت کچھ اضافہ ہو سکیگا۔ اور وہ موزوں ہاتھوں میں پہونچ سکے گی۔ دوسرے اس میں نیوگ کی جو تعلیم ہے۔ اس پر عمل کرنے والے لوگ کثرت سے پیدا ہو جائیں گے۔ تیسرے اس پر عمل کرنے والوں کو بعد میں مشکلات نہ پیش آئیں گی۔ کیا آریہ صاحبان اس پر توجہ کریں گے ؂

اب جبکہ حکومت نے "شدھی سماچار" کے ایڈیٹر "ستیہ ودانند" پر اس کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ آریہ اخبار پرکاش (در ہندوستان) مسلمانوں کو یہ مشورہ دے رہا ہے۔

"کیا ہی بہتر ہو۔ کہ مُسلمان مذہبی معاملات میں عدالتوں کا رُخ کرنے کی بجائے رواداری سے کام لیں۔ اور اگر کسی لیکھک کے جائز لیکھ سے بھی انہیں تکلیف پہونچتی ہے۔ تو عدالت میں جانے کی بجائے اسی لیکھک کو اپیل کریں۔ کہ تمہارا طرز استدلال ہمیں پسندیدہ نہیں"؂

کیا تعجب اور حیرت کا مقام نہیں۔ کہ مسلمانوں کو یہ مشورہ وہ آریہ اخبار دے رہا ہے۔ جو ایک عرصہ تک "انیسویں صدی کا مہرشی" اکتابچے کے خلاف کارروائی کرنے کا گلا پھاڑ پھاڑ کر گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا رہا، اور ناکامی پر ناکامی کا منہ دیکھتے ہوئے چیختا چلاتا رہا ہے ؂

رہا کمینے تماش آریہ "لیکھک" سے اس کے "دلآزار لیکھ" کے متعلق اپیل کرنا۔ اگر مسلمان آریوں کی فطرت سے واقف نہ ہوں۔ تو اس قسم کے اپیل میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن جبکہ یہ امر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ گالیاں بانی آریہ سماج آریوں کی فطرت ثانی بن چکی ہے۔ اور وہ اسے کسی صورت میں چھوڑ نہیں سکتے۔ تو پھر اپیل سے کیا حاصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت

(۲)

ہم نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جن میں مرد و زن دونوں کی قوتیں مجتمع ہوتی ہیں۔ اور ان کے اندر ہی بچے کا باپ اور ماں بننے کے جوہر ہوتے ہیں۔

غرض جہاں تک انسانی مشاہدے اور تجربہ کا تعلق ہے وہاں تک تو امر اوّل پایۂ ثبوت تک پہونچا دیا گیا ہے۔ لیکن اب یہ بات باقی ہے۔ کہ آیا قرآن کریم بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ کہ نہیں کیونکہ قرآن کریم اس خدا تعالےٰ کا کلام ہے۔ جو پیدا کرنے کی قوتوں اور طریقوں کا مالک و مبدع ہے۔ اور اُس کا قول اس کے فعل کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

جب ہم قرآن کی طرف توجہ کرتے ہیں تو پیدائش عالم کے متعلق اُس میں ایک نہایت ہی زرین اصول درج پاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ سورہ شوریٰ میں فرماتا ہے:۔

لله ملك السموات والارض۔ يخلق ما يشاء يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور او يزوجهم ذكرانا واناثا۔ ويجعل من يشاء عقيما انه عليم قدير

اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ آسمانوں اور زمین اور بلندیوں اور پستی اور اعلےٰ و ادنےٰ غرض ہر چیز کا مالک اللہ ہے۔ وہ کسی کے حقوق اور قانون کا پابند نہیں۔ وہی امر قانون ہو جاتا ہے جو وُہ کرتا اور فرماتا ہے۔ صفت خالقیت کے متعلق وہ کسی کے قانون اور حق کا پابند نہیں۔ جو کچھ اُس کی منشاء میں آتا ہے۔ وُہی پیدا کر دیتا ہے۔ اپنی ہی منشاء سے جسے چاہے۔ اناث دیتا ہے۔ اور اپنی ہی منشاء سے جسے چاہے۔ ذکور عطا کرتا ہے۔ یا اُن میں نر اور مادہ ہونے کی صفات کو ایک جگہ جوڑ دیتا ہے اور اپنی منشاء سے جسے چاہے۔ بانجھ بنا دیتا ہے۔ وہ کامل علم رکھتا ہے۔ اور پوری قدرت کا مالک ہے۔

یہاں اللہ تعالےٰ نے اپنی کامل مالکیت اور نامتناہی منشائے خالقیت کے اظہار کے بعد مخلوق کے انواع کو بیان فرمایا ہے۔ کہ بعض تو مطلق نر اور بعض مطلق مادہ پیدا ہوتے ہیں لیکن ایسی قسم کے ایسے لوگ بھی پیدا کرتا ہے۔ جو نر و مادہ دونوں صفتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ یہی وُہ مخلوق ہے۔ جس کو ہی الیفرڈ ڈائیٹی کہتے ہیں۔ اور جس کی کئی قسمیں ہیں۔ جن میں سے ایک قسم وُہ ہے۔ جس میں نر و مادہ کی صفتیں خواہ بلحاظ قواء ہوں یا خواہ بلحاظ اعضاء ہوں۔ مجتمع ہوتی ہیں۔ اور چوتھی قسم عقیم میں ہر قسم کی وُہ مخلوق شامل ہے۔ جو خواہ مخنث الاناث یا مخنث الذکور ہوں۔ خواہ باوجود سالم اعضاء ہونے کے تولید و قبولیت نطفہ کے اوصاف سے محرُوم رکھے گئے ہوں۔

پس اس آیت سے پورے طور پر ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا کلام اس کے فعل کے مطابق ہے۔ ایسے انسان جن میں مردانہ اور زنانہ قوتیں جمع ہوتی ہیں۔ دنیا میں ضرور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جن کی قوتیں اندر ہی اندر باہم مزاوجت سے امتزاج اور منی کی اغراض کو پورا کر کے اولاد پیدا کرتی ہیں۔

غرض یہ ایک جامع الاصول آیت ہے۔ جو وجود مخلوق کے جملہ انواع کے ثبوت پر حاوی ہے۔

پس نتیجہ اوّل پورے طور پر ثابت ہے۔ کہ صحیفہ کائنات میں یہ بات ممکن ہے۔ کہ بعض ایسے انسان بھی ہوتے ہیں۔ جن میں نر و مادہ ہونے کی دونوں قوتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور جن سے بغیر مس فرد ثانی اُن دونوں قوتوں کے امتزاج سے حمل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے حمل سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔

مشاہدہ سے یہ بات بھی ثابت ہے۔ کہ جن لوگوں میں دونوں قوتیں جمع ہوتی ہیں۔ ان میں تذکیر کی قوت دوامی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف خاص ولادت یا زمانہ تک محدود ہوتی ہے۔ حضرت مریمؑ میں بھی یہ قوتیں جمع ہو گئی تھیں۔ اُن کے متعلق یہودیوں کی کتابوں میں پہلے سے پیشگوئی موجود تھی۔ کہ وہ علمہ یعنی نوجوان کنواری ہونے کی حالت میں بچہ جنے گی۔ جو اسرائیل کے گھرانے کا آخری نبی ہوگا۔ عیسائیوں کے مستند بزرگ اس بات کے معترف ہیں۔ کہ حضرت مریمؑ میں دو نوں قوتیں موجود تھیں۔ چنانچہ متقدمین عیسائیوں میں ایک مشہور و معروف فاضل گذرا ہے۔ جس کا نام آریجن ہے۔ یہ ایک مستند محقق بزرگ تھا۔ جس نے عیسائی مذہب کی خدمت میں عمر صرف کر دی تھی۔ اُس نے اپنی کتاب کی جلد اول فصل ۳۲۔ صفحہ ۱۴۱ موجودہ آنٹی مسنی لائبریری میں بجواب کیلس یہودی جس نے حضرت مریم پر نہایت مکروہ تہمتیں تراشی تھیں لکھا ہے۔

"مریمؑ کو بچہ جننے کے لئے کسی دوسرے مرد سے ملنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اُس میں بغیر مرد یا عورت کے ملنے کے بچہ جننے کی قدرتی قابلیت تھی۔ گویا مریم ہی یسوع کا باپ تھا۔ اور وہی اُس کی ماں تھی"

پھر آگے چلکر لکھتا ہے۔

"مریم میں ایسی قابلیت کا ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کئی جانور ایسے نظر آتے ہیں۔ جن میں نر کے ملنے کے بغیر صرف مادہ ہی بچے جنتی ہے۔ چنانچہ گدھ ہی کو دیکھو۔ کہ ان میں نر کے ملنے کے بغیر صرف مادہ ہی سے بچے پیدا ہوتے ہیں" اور اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ یسوع مسیح کی ولادت جائز تھی۔

حضرت عیسیٰ مسیح کی ولادت کو قرآن کریم میں ایک خصوصیت کے رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ اور مس بشر کی نفی کی گئی ہے۔

جب کہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا۔ کہ حضرت مریمؑ کے ہاں مس بشر کے بغیر بچہ پیدا ہوا تھا۔ اور اُس میں دونوں قوتیں موجود تھیں۔ کہ وہی عیسیٰ مسیحؑ کا باپ تھا۔ اور وہی ان کی ماں تھی۔ تو پھر منی یمنی اور نطفہ امشاج اور من بین الصلب والترائب کے مفہوموں کے لحاظ سے اس ولادت پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس ایک ہی وجُود کے اندر عیسیٰ مسیحؑ کے باپ اور ماں ہونے کی صفات کے وجود نے ہی ان تمام لوازم کو پورا کر دیا تھا۔ جو ان تمام آیات کا مفہوم تقاضا کرتا تھا۔ اور ان آیتوں سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ کہ ماں اور باپ دونوں کے جُدا جُدا ہی دو وجُود لازمی ہیں۔ تب ان آیتوں کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ ان میں جن لوازم یعنی منی یمنی۔ نطفہ امشاج اور من بین الصلب والترائب کا تقاضا کیا گیا ہے۔ اور جو تولید کے اصُول بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اپنے ایفاء کے لئے صرف دو قوتیں چاہتے ہیں۔ خواہ وُہ دو علیحدہ علیحدہ اوجودوں سے ظاہر ہوں۔ اور خواہ اُن کا سرچشمہ ایک ہی ایسا وجود ہو۔ جس میں ایسی دونوں قوتیں جمع ہوں۔ جدا جدا ہوں۔ تو بھی۔ اور اگر ایک ہی وجُود کے اندر ہوں۔ تو بھی یہ مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔ اور جنابہ مریمؑ میں ان دونوں قوتوں کا وجُود پایۂ ثبوت کو پہونچ چکا ہے۔ اور اس ولادت سے وہ تمام مطلوبہ مقاصد ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ پس یہ آیات قرآنی اس ولادت کے معارض نہیں۔ بلکہ اس کی مؤید ہیں۔ اور اُس کی مخالف نہیں۔ بلکہ مصدق ہیں۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو ثابت کر کے حضرت عیسیٰ مسیحؑ کو جائز اور اعجازی طور پر پیدا شدہ اور خدا کا مقرب اور وجیہاً فی الدنیا والاخرۃ ہونے کی عزت دی ہے۔ اور ان کی اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کی تقدیس اور طہارت اور صداقت کی سند دی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ قرآن کریم میں سورہ الانبیاء کے ۱۷۔ رکوع میں والتي احصنت فرجها فنفخنا فيها من روحنا اور سورہ تحریم کی آیت ومريم ابنت عمران التي احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا میں مریمؑ کے متعلق ایک ہی قسم کی آیتوں میں ایک جگہ فیہا بصیغہ مؤنث اور دوسری جگہ فیہ بصیغہ مذکر وارد ہوا ہے۔ اگرچہ ان ضمائر کے مشارٌ علیہ بیان کرنے میں کوئی صاحب اختلاف کریں گے لیکن ایک ہی طرز کی آیتوں میں جب کے مقدم مؤخر کے الفاظ برابر کے فاصلوں پر ایک ہی قسم کے واقعہ ہوئے ہیں۔ ان میں کچھ حقیقت تو ضرور ہے پس وہ حقیقت یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ کثرت ضمائر بصیغہ مؤنث اس کی صفات تانیث کی تعمیم پر دلیل ہے۔ اور ضمیر مذکر کا واحد استعمال اس کی ایک دفعہ کی صفت تذکیر کے اظہار پر دلیل ہے یعنی یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ گو وہ عورت تھی لیکن اس میں باپ بننے کی صفت نے بھی ایک دفعہ ظہور کیا تھا۔ علاوہ بریں یہ حضرت مریمؑ کے اندر دو قوتوں کے وجود پر ایک دلیل بھی ہو سکتی ہے۔ جس سے تناسب قواء کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

خاکسار معراج الدین عمر احمدی۔ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمان

الفضل سن رائز ریویو کو ایک ہزار خریدار دو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بر موقعہ جلسہ سالانہ اپنی تقریر پُر تنویر میں فرمایا۔ کہ الفضل۔ سن رائز۔ ریویو سلسلہ کے اخبار ہیں ان کو ایک ہزار خریدار اور دینا چاہیئے۔ سو وہ تمام دوست جو الفضل یا سن رائز یا ریویو کے خریدار نہیں۔ وہ شروع سال سے خریدار بن جائیں۔ اگر وہ پہلے سے خریدار ہیں۔ تو نہ صرف اپنی خریداری قائم رکھیں۔ بلکہ حضرت امام کی مقرر کردہ تعداد پوری کر کے جائیں۔ نیز حضور نے فرمایا کہ :۔

اخبار کی ایجنسیاں قائم کی جائیں

اس ارشاد کی تعمیل میں ہر شہر۔ ہر قصبے میں ایجنسی قائم ہونی چاہیئے چھوٹے سے چھوٹے قصبہ میں بھی پانچ اخبار فروخت کروائے جا سکتے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ غیر احمدی مسلمان ہندو سکھ۔ عیسائی الفضل اور سن رائز سے فائدہ نہ اٹھائیں

میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب کرام مجھے بہت جلد یہ اعلان کرنیکے قابل بنا دیں گے۔ کہ جماعت احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ خدا تعالےٰ آپکو توفیق دے۔

الفضل ریلوے پارسل کے ذریعہ ایک روز نا دن پہنچ سکتا ہے۔ ایجنٹ صاحبان اپنے اپنے ریلوے سٹیشنوں پر انتظام کر کے اطلاع دیں ؛

نیاز مند

مہتمم طبع و اشاعت قادیان

بزرگان ملت کیا فرماتے ہیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل احمدیہ کالج اور ناظر مقبرہ بہشتی فرماتے ہیں۔ کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سرمے استعمال کئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ لیکن آپکے سرمہ سے ان کی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اور ان کی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہو گئی۔ اس پر میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدون آپکے تقاضا محض فائدہ عام کے لئے ان الفاظ کو اس غرض کے لئے آپ تک پہونچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ناظر تالیف و اشاعت فرماتے ہیں۔ کہ "درستہ الخواتین کی ایک طالبہ گکروں کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھی۔ چنانچہ وہ پڑھائی کرنے سے بھی عاجز ہو گئی تھی۔ اس نے آپ کا سرمہ چند روز استعمال کیا جس سے بہت فائدہ ہوا۔ اب وہ باقاعدہ پڑھتی ہے۔ آپ میری شہادت کو ضرور شائع کر دیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔"

جناب میر محمد اسحٰق صاحب فاضل سپیشل پروفیسر احمدیہ کالج و ناظر ضیافت فرماتے ہیں۔ کہ مجھے گکروں کی سخت شکایت تھی۔ رات کو مطالعہ سے خارش جلن۔ پانی بہنا۔ یہ عوارض بڑھ جاتے تھے۔ آپ کے سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا۔ اللہ آپکو جزاء خیر دے"

اگر کسی کو حوصلہ ہے۔ تو وہ میدان میں آئے۔ اور اس پایہ کے بزرگوں کی شہادتیں پیش کرے۔ آج یہی ایک سرمہ ہے۔ جو ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ

آپ سردی سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

لوگ حیران ہیں کہ میں آج کل بھی صبح کی کڑکڑاتی سردی میں کس طرح بے تکلف سیر کرتا ہوں۔ سو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اکسیر البدن جملہ دماغی اور جسمانی کمزوریوں کے دور کرنے کے علاوہ سردی اور عوارض سردی سے بھی قطعی محفوظ رکھتی ہے۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پا کر پُر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج سے ہی اکسیر البدن جو دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے۔ کا استعمال شروع کر دیں۔ قیمت پانچ روپیہ محصولڈاک علاوہ

ایک تجربہ کار حکیم کی شہادت :۔ جناب مولوی حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان کے سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی۔ یہانتک کہ اٹھنے بیٹھنے سے سخت لاچار تھا۔ آپکی دوا اکسیر البدن سے میری صحت بہت اچھی ہو گئی۔ واقعی یہ دوا مقوی جسم اعصاب و دماغ ہے۔"

موتی سرمہ اور اکسیر البدن اکٹھے منگوانے پر محصولڈاک معاف رہیگا۔

ملنے کا پتہ :۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رشتہ مطلوب ہے

قادیان میں ایک لڑکی (قوم مغل) عمر ۱۵ سال کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ لڑکی چھٹی جماعت تک تعلیم یافتہ ہے۔ دین اور امور خانہ داری سے واقف اس خاندان کے افراد دو ڈھائی سو تک ماہوار تنخواہ رکھتے ہیں۔ صاحب حیثیت خاندان کا فرزند یا برسر روزگار دیندار احمدی جلد درخواست کرے۔

م۔ ع معرفت

دفتر منیجر الفضل قادیان

میں ہی نہیں

بلکہ تمام ارباب دانش صرف سرمہ اکسیری ہی استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ اس لئے کہ وہ آنکھوں کی حفاظت کرتا۔ ضعف بصارت دور کرتا نظر میں قوت پیدا کرتا۔ اور عینک کی ضرورت سے مستغنی کر دیتا ہے۔ بیمار تندرست بچے بوڑھے کے لئے یکساں مفید۔ گکروں۔ دھند۔ جالا۔ سرخی پانی بہنا اور خارش وغیرہ قریباً سب امراض چشم کو بفضلہ دور کرتا ہے

عطاء الرحمٰن خاں سیکنڈ کلارک اگزامنرز رنگون

ترکیب استعمال نہایت آسان اور باوجود نہایت قیمتی اجزا کی ترکیب سے طیار ہونے کے قیمت برائے نام ہے۔ فی تولہ مقرر ہے نمونہ ۶ ماشہ عمر ناصر برادرس محلہ دارالفضل قادیان

غور سے پڑھیے

آپکے فائدے کی بات ہے

عرق نور کی بابت آپ صاحبان نے اخبار الفضل میں اشتہار دیکھا ہوگا۔ اس کا فائدہ جگر و تلی۔ درد جوڑ جیسی خرابی خون چھائیں۔ دور کرنے کے علاوہ حصول اولاد نرینہ اور بانجھ پن دور کرنے کی ایک ہی دوائی ہے۔ بخار کے ایام میں پہلے عرق نور استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ سہل طریق حصول دوائی یہ ہے آپ اقرار نامہ پختہ کاغذ پر معہ شہادت گواہان تحریر کرکے بھیجدیں۔ ہم آپ کو مفت دوائی روانہ کریں گے۔ اقرار کرتا ہوں کہ موجد عرق نور کو مبلغ للعہ روپیہ ادا کرنے کا فائدہ ہونے پر ادائیگی میں عذر نہ ہوگا۔ نقد قیمت ۴۰ یوم کی دوائی کی مبلغ سے ہے اب بھی آپ فائدہ نہ اٹھاویں۔ تو آپ کا اختیار۔

درد گردہ کی جو پہلی ہی خوراک سے انشاء اللہ فائدہ ہو جاتا ہے۔ اگر ۱۵ منٹ تک آرام نہ ہو تو دوسری خوراک دیں ہمنے بارہا آزمایا فیصدی دو چار کو دوائی دوبارہ دینی پڑی۔ خوراک ایک ماشہ قیمت فی تولہ عار

ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر انڈیا اینڈ افریقہ۔ قادیان

اولاد حاصل کرنے کی

حیرت انگیز دوائی

اگر آپ صحیح اور تندرست اولاد حاصل کرنے کے واقعی خواہشمند ہیں۔ تو آپ اپنا محنت اور پسینہ سے کمایا ہوا روپیہ فضول اور نقصان دہ دواؤں کو خرید کر برباد نہ کریں۔ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حب اولاد

کا استعمال گھر میں شروع کرا دیں۔ جس کا پہلی ہی دفعہ کا استعمال انشاء اللہ آپ کو یقیناً بامراد کردیگا۔ زیادہ تعریف ہم گناہ سمجھتے ہیں۔ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

قیمت۔ حب اولاد صرف پانچ روپے (صہ)

آرڈر دیتے وقت تفصیلی حالات ضرور لکھیں۔ جو پوشیدہ رکھے جائیں گے ؛

مہتمم احمدیہ دواگھر قادیان

راجا اور جوگی

یہ کتاب ایک مکالمہ کی صورت میں ہے۔ دنیا کے اہم اور پیچیدہ مسائل بڑی سلیس عبارت میں آسانی کے ساتھ حل کر دئے گئے ہیں۔ فقرات کی بندش اور مطلب ادا کر جانے کی طرز بہت ہی نرالی ہے۔ مضامین کی دلچسپی اور گفتگو کی نیرنگی کتاب کو ختم کئے بغیر چھوڑنے نہیں دیتی۔ اخبارات نے بہت اچھے ریویو لکھے ہیں۔

قیمت ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

پتہ۔ الحاج سعید احمد سول ہسپتال انبالہ شہر

خوشخبری بواسیر

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کیساتھ

میں یہ خوشخبری ان اصحاب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لاعلاج اور صحت کی نا امید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کی مرض بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو اصحاب علاج کرانا چاہیں جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کرکے پوری تحقیقات کریں۔

نوٹ۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی ؛ المشتہر

حکیم بقا محمد احمدی موضع بیریاں ڈاکخانہ راہوں ضلع جالندھر

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

۱۹۱۱ء میں خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ ۱۹۰۸ء سے میں نے آپ کے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہتے ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا "میاں تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے" میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ ان کے ہاں بھی اللہ تعالےٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہوگی ؛ قیمت چھ روپے آٹھ آنہ (للعہ)

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ہر ایک اشتہار کی صحت کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کی خبریں

نئی دہلی - ۶ ؍ جنوری - ہز ایکسیلنسی وائسرائے اور لیڈی اروِن آج دہلی واپس آ گئے

سکندر آباد - ۸ ؍ جنوری - حضور نظام کلکتہ سے آج صبح مراجعت فرمائے سکندر آباد ہوئے

کلکتہ - ۸ ؍ جنوری - اتوار کی شب کو دریائے ہگلی میں دس ہزار ٹن وزن کا جہاز ''دالش مال'' دوسرے جہاز کوریہ سے جو پانچسو ٹن وزن دار ہے - ٹکرا گیا موخر الذکر جہاز غرق ہو گیا ؛

لاہور - ۵ ؍ جنوری - منٹگمری سنٹرل جیل میں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان سخت فساد برپا ہو گیا - ایک سکھ ہلاک ہوا - اینٹوں پتھروں کا نہایت کثرت کے ساتھ استعمال کیا گیا - لڑنے والوں نے پولیس کے کہنے پر جنگ بند نہ کی - آخر میں چند فیر کرنے کے بعد ڈپٹی کمشنر کو فضا کو پرسکون بنانے میں کامیابی ہو گئی - زخمیوں کی صحیح تعداد نہیں معلوم ہو سکی ؛

کھیری - ۳ ؍ جنوری - سپرنٹنڈنٹ پولیس کھیری کے کیمپ سے ایک ہاتھی زنجیریں توڑ کر بھاگا - اور تین دن تک ایک گاؤں میں قیامت برپا کرتا رہا - لوگوں کا خوف سے خون خشک ہو رہا تھا - موضع بن کٹی میں دو چار گھر اجاڑ کر یہ ہاتھی رینجرس کوارٹرس اور فارسٹ ریسٹ ہاؤس میں گھس پڑا - اور ایک آدمی کی جان لے کر باہر نکلا - ڈنگنیا ریلوے اسٹیشن پر اس نیست نے ایک مال گاڑی کا ایک ڈبہ الٹ دیا - جس میں اسٹیشن ماسٹر وغیرہ ڈر سے گھس گئے تھے - اس کے بعد اس ہاتھی نے ایک مسافر گاڑی روک لی آخر میں اسے گولی مار دی گئی - جب کہیں جا کر ان لوگوں کو اس بلا سے نجات ملی -

دہلی - ۹ ؍ جنوری - ہندوستان ٹائمز کو معلوم ہوا ہے - کہ حکومت نے دہلی کے تین دیسی روزناموں کے خلاف مقدمہ چلانے کی غرض سے ان کے فائل طلب کئے ہیں - ان اخبارات نے بغاوت افغانستان کے متعلق حکومت ہند یا حکومت برطانیہ کو بدنام کیا ہے ؛

ٹریونڈرم - ۷ ؍ جنوری - ہیضہ کی وجہ سے ریاست ٹراونکور ہولناک تباہی کا شکار ہو رہی ہے - ہفتہ مختتمہ ۲۹ ؍ دسمبر تک ۸۰۴۹ اشخاص بیمار ہوئے - اور ۵۶۲ مر گئے - عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو رہے ہیں بے شمار مریض تیمارداری اور دوائی میسر نہ آ سکنے کی وجہ سے مر گئے - یہ وبا چار مہینے سے مسلط ہے - کل ۱۳۶۹۵ جانوں پر اس کا حملہ ہوا - جن میں سے ۸۰۰۰ ضائع ہوئیں ؛

لاہور - ۹ ؍ جنوری - فوجی سکھوں کا ایک جتھہ رسالدار انوپ سنگھ کی سرکردگی میں پرسوں سے یہاں آیا ہوا ہے اور گورنر کے پاس حاضر ہو کر عرض مدعا کرنا چاہتا تھا - کل مقامی افسران نے رسالدار انوپ سنگھ اور دو جمعداروں کو گرفتار کر لیا - اب معلوم ہوا ہے - کہ جمعدار سیورن سنگھ اور سندر سنگھ کو پولیس نے رات کو چھوڑ دیا - انوپ سنگھ جتھہ دار تا دم تحریر پولیس کی حراست میں ہے - فوجیوں نے گورنمنٹ ہاؤس کی طرف جانے کی کوشش کی - لیکن پولیس کی جمعیت نے روک لیا فوجیوں نے ستیاگرہ کر لیا - اور کہا - کہ اس وقت تک نہیں کھسکیں گے جب تک کہ سردار انوپ سنگھ رہا نہ کر دیا جائے - چنانچہ تمام فوجی رائے بہادر رام سرن داس کی کوٹھی کے سامنے میکلوڈ روڈ پر بیٹھ گئے - پولیس کی کافی جمعیت سڑکوں کو گھیرے کھڑی رہی اور رات بھر نہ گئی - لوگ زمین پر بے آب و دانہ پڑے رہے پولیس والے بھی سڑک پر رہے - صبح اٹھ کر فوجیوں نے نعرے لگائے اور پاٹھ وغیرہ کیا - رات کو ہر چند ان سے کہا گیا - کہ کہیں آرام کرو - لیکن وہ نہ مانتے تھے - آج مقامی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے فوجیوں سے درخواست کی - کہ وہ کھانا کھائیں - لیکن انہوں نے جواب دیا - کہ اس وقت تک وہ کچھ نہیں کھائیں گے اور نہ جائیں گے - جب تک کہ انوپ سنگھ رہا نہ کر دیا جائے -

کراچی - ۹ ؍ جنوری - گذشتہ جمعہ کو نصف شب کے وقت دریائے سندھ میں ایک کشتی کے الٹ جانے سے ۱۹ عزیز جانیں تلف ہو گئیں - یہ ایک پرائیویٹ کشتی تھی جس میں ۲۴ مسافر ہندوستانی مزدور (جو سکھر کے بند پر کام کرتے ہیں) سفر کر رہے تھے - یہ کشتی مقام روہڑی سے روانہ ہوئی - اور جس وقت دریا کے عین وسط میں جا رہی تھی ایک ساتھ الٹ گئی - پانچ آدمیوں کے سوا باقی تمام کشتی والے ڈوب گئے صبح کے وقت سکھر بند کی کشتی جائے حادثہ پر پہنچی - اور صرف ایک لاش اور حادثہ زدہ کشتی کو نکالنے میں کامیاب ہوئی - غرق شدہ اشخاص میں تین بھائی بھی تھے - جس وقت ان کی ماں نے اپنے بیٹوں کا دردناک حشر سنا وہ غش کھا کر گر پڑی اور چل بسی ؛

نئی دہلی - ۹ ؍ جنوری - مسٹر سرفراز حسین خاں اور مسٹر گیا پرشاد کی طرف سے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک ریزولیوشن پیش ہوگا جس میں کلکتہ کانگرس کے فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا ہے - کہ ہندوستان کے درجہ نوآبادیات کے حق کو تسلیم کیا جائے -

دہلی - ۹ ؍ جنوری - مسٹر اے ایچ غزنوی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں سرکار کی توجہ لاہور ریلوے سٹیشن کی جانب مبذول کرا کے سٹیشن لکھنؤ کے ڈھنگ پر تعمیر کرنے کی سفارش کریں گے - علاوہ بریں لاہور سٹیشن پر ریٹائرنگ روم بنانے کا بندوبست کرنے پر بھی زور دیں گے ؛

رزمک ۹ ؍ جنوری - یہ افواہ گرم ہے - کہ رزمک میں ایک مزید چھاؤنی تقریباً پچاس لاکھ روپیہ کے خرچ پر تیار ہونے والی ہے - اور گلگت میں بھی بہت سے قلعے بننے والے ہیں ؛

غیر ممالک کی خبریں

لندن - ۵ ؍ جنوری - انگلستان میں قبل از وقت برف باری شروع ہو جانے سے موسم سرما کی کھیلیں بہت جلد شروع ہو جائینگی - سردی کی شدت کی وجہ سے متعدد آدمی بیہوش ہو گئے اور اکثر انتقال بھی کر گئے ؛

لندن - ۶ ؍ جنوری - اتوار کو ۸ بجے شام کے جو بلیٹن شائع ہوا اس سے پایا جاتا ہے - کہ دن آرام سے گزرا - اور ملک معظم کی حالت کسی قدر رو باصلاح ہے - اس موقعہ پر بڑی مشکل یہ درپیش ہے - کہ ملک معظم غذا بخوبی ہضم نہیں کر سکتے مبر خلاف اس کے دائیں پھیپھڑے سے فاسد مادہ نکالنے کے لئے پشت میں جو شگاف دیا گیا ہے - وہ مستقل طور پر مندمل ہو رہا ہے - ماہرین طب کے حلقوں کا خیال ہے - کہ ملک معظم صحت کی دشوار گذار راہ پر چڑھ رہے ہیں - اور مرض پر غالب آ رہے ہیں ؛

لندن - ۷ ؍ جنوری - سر مالکم ہیلی اور لیڈی ہیلی وارد لندن ہوئے - دونوں بخیر و عافیت اور خوش ہیں ؛

ٹوکیو - ۷ ؍ جنوری - ضلع نوگاتا میں اس قدر زبردست طوفان آیا - کہ اس کے صدمہ سے ۵۶ - آدمی ہلاک ہوئے - صدہا مکانات اس طرح اڑ گئے گویا ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا - اور بہت سے مکین ہلاک و مجروح ہوئے - اس کے بعد ''دوسری بلا'' کا مضمون ہوا - یعنی سمندر کی موجیں خشکی پر چڑھ آئیں اور بہت سا علاقہ زیر آب ہو کر تباہ ہو گیا - کوبے ٹومارو نامی جہاز الٹ گیا اور تباہ ہو گیا - اور اس کے ۳۲ جہازی بھی ہلاک ہوئے - خود شہر نگاتا جو دار الحکومت صوبہ ہے - تباہ و برباد ہوا - صدہا آدمی خانہ برباد پھر رہے ہیں - لیکن شدید سردی سے پناہ نہیں ملتی - صوبہ کیوشو کے دار الحکومت کوماموٹو سے خبر آئی ہے - کہ وہاں اس قدر شدید زلزلہ آیا - کہ تمام صوبہ کا تختہ ہل گیا - اگرچہ آبادی کو چنداں ضرر نہیں پہونچا - مگر مقامات بہت سے تباہ ہوئے ؛

قسطنطنیہ - ۷ ؍ جنوری - ترکی میں ایک زبردست سازش کا انکشاف ہوا ہے - بیان کیا جاتا ہے - کہ وہ لوگ جو اصلاحات کے نفاذ کے خلاف تھے - اس امر کی سازش کر رہے تھے - کہ ترکی میں مسلح بغاوت کر دی جائے - اور اس سے موجودہ حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے - مخالفین اصلاحات یہ سمجھتے ہیں - کہ اصلاحات خلاف مذہب ہیں - اور انہوں نے اسلام کی متبرک کتاب کو کچل دیا ہے - بیان کیا جاتا ہے - کہ ان سازشیوں کی سرغنہ ایک عورت ہے - جس کا نام قادریہ خانم ہے - حکام نے بہت سے سازشیوں کو گرفتار کر لیا ہے - خیال کیا جاتا ہے - کہ حکومت انہیں عبرت انگیز سزائیں دیگی -

لاس انجلیز - ۶ ؍ جنوری - ایک نشست کا ہوائی جہاز کولیجن ہارک عرصہ سے تجربہ کر رہا تھا - اس نے سلسلہ پرواز کی تمام سابقہ کامیابیوں کو مات کر دیا ہے - آج صبح ساڑھے ۶ بجے کے قریب ۹۰ گھنٹہ تک متواتر پرواز کرنے کے بعد زمین پر آیا ؛

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا